جلد — 54
شمارہ نمبر — E-01

جنوری
2021

ماہنامہ

انجمن کراچی

قومی گزٹ

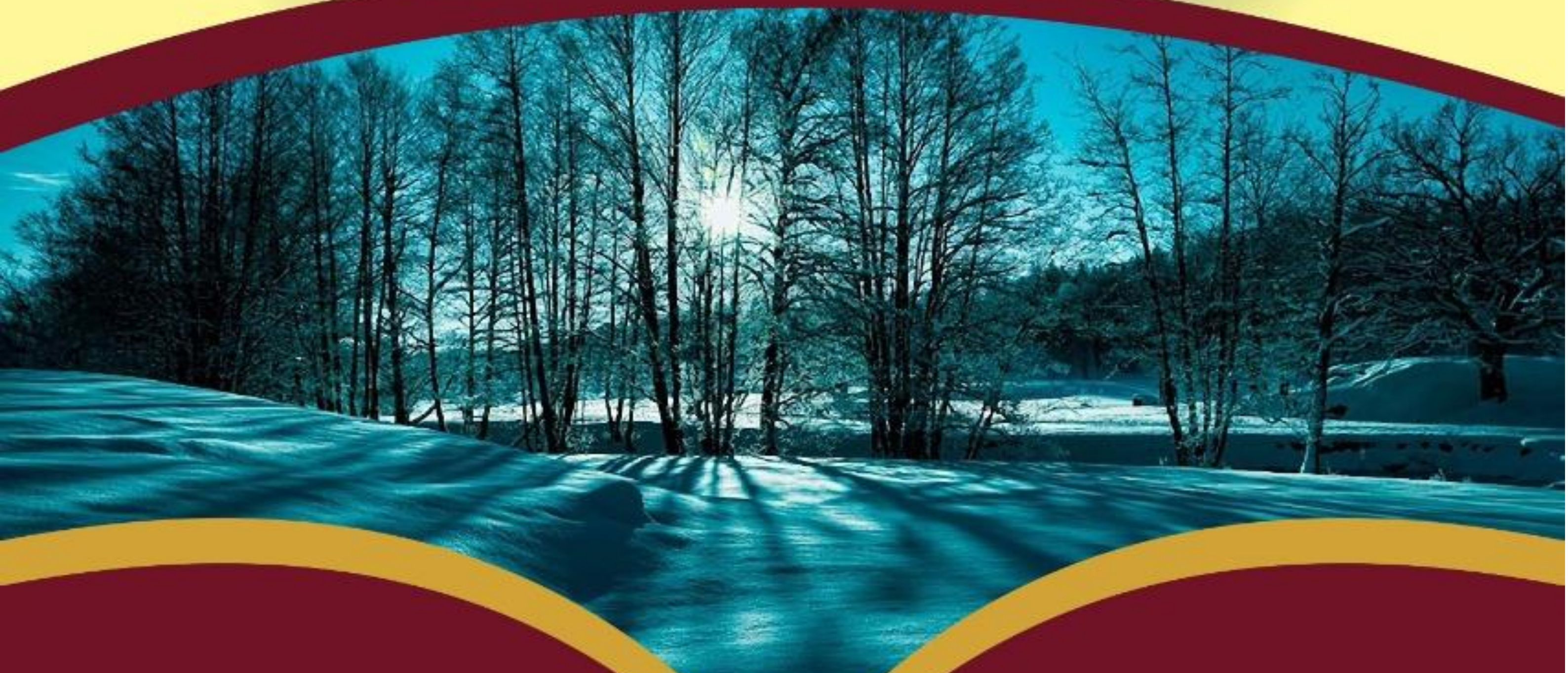

مثبت سوچ، مثبت کردار

بچوں کی تربیت میں والدین کا کردار

ماہنامہ

انجمن

کراچی

قومی گزٹ

سرپرستِ اعلیٰ

محمود الٰہی فاروقی

نائب مدیر

محمد عارف

مدیر و ناظم

عبید الرحمٰن

ناشر

محمد شعیب شمسی

معاون خاص: جناب اسلم صدیق سولیجہ

انچارج شعبہ اشتہارات: صبور احمد

نائب انچارج شعبہ اشتہارات: محمد نسیم شاہد

رابطہ دفتر:

انجمن پنجابی سود گران تیسری منزل ابراہیم اسٹیٹ نزد ڈیوی فری شاپ مین شاہراہِ فیصل، کراچی

Land line: 021-34537374 Cell no. : 0321-2189113

Email: apsquamigazette@gmail.com

اس شمارے میں کیا کیا ہے؟

صفحہ نمبر	حوالہ	عنوان	نمبر شمار
۸	فہم القرآن	القرآن	۱
۱۰	قاری وحید ظفر قاسمی	نعت	۲
۱۱	ذرائع ابلاغ عامہ	روشن خیالات	۳
۱۲	ذرائع ابلاغ عامہ	ان اللہ مع الصبرین	۴
۱۴	نائلہ حسین	نظم: نَصْرٌ مِّنَ اللّٰہِ وَفَتْحٌ قَرِیبٌ	۵
۱۷	ذرائع ابلاغ عامہ	وجودِ کائنات، قرآن اور جدید سائنس کی روشنی میں	۶
۱۹	کلیم حیدر	امام بخاری	۷
۲۳	ذرائع ابلاغ عامہ	ایک سبق، ایک درس	۸
۲۴	ڈان نیوز	دلچسپ اور عجیب	۹
۲۵	پروفیسر تنویر احمد	مثبت سوچ، مثبت کردار	۱۰
۲۷	ذرائع ابلاغ عامہ	شانِ صحابہ	۱۱
۲۹	محمد حسن دانش منصوری	پہلی تحریر	۱۲
۳۱	عبیرہ خان	چڑیا کی تین نصیحتیں	۱۳
۳۳	شعاع طور	نظم: دانتوں نے کہا میرے اک روز زبان سے	۱۴
۳٤	محمد عمیر دبیر	اہلِ قلم	۱۵
۳٦	نائلہ حسین	پر اسرار	۱٦
٤۲	ڈان نیوز	طبِ نبوی ﷺ	۱۷
٤۳	ڈان نیوز	معدے کی تیزابیت اور سینے کی جلن کا علاج	۱۸
۴۵	بچوں کی دنیا	انمول موتی	۱۹
۴٦	عائشہ سکندر غاز	کھانا کیا ہے؟	۲۰
۴۸	ڈاکٹر نوید اقبال انصاری	احتیاط لازم ہے	۲۱
۵۰	فاروق طاہر	بچوں کی تربیت میں والدین کا کردار	۲۲

نمبر شمار	عنوان	حوالہ	صفحہ نمبر
۲۳	ناول "الف"	عمیرہ احمد	۵۴
۲۴	غزل	اتباف ابرک	۵۹
۲۵	کچھ باتیں تلخ مگر سچ	طوبیٰ مشتاق	۶۰
۲۶	آٹھ سنہری اصول	سمیرا عزیز	۶۱
۲۷	لکڑہارا بنا بادشاہ	ساجد کمبوہ	۶۳
۲۸	اور کتاب مر گئی	ذرائع ابلاغ عامہ	۶۵
۲۹	نظم "غرورِ ادب"	جوش ملیح آبادی	۶۶
۳۰	زکوٰۃ	نوید مسعود ہاشمی	۷۰
۳۱	اردو لکھنے میں کی جانے والی ۱۲ غلطیاں	ذرائع ابلاغ عامہ	۷۴
۳۲	احساس	ذرائع ابلاغ عامہ	۷۷
۳۳	کاہلی اور مایوسی	بچوں کی دنیا	۷۸
۳۴	قیاس	مولانا محمد انس حسان	۸۰
۳۵	علم دریچے	بچوں کی دنیا	۸۳
۳۶	اولاد کی اصلاح کا ایک نیا انداز	ذرائع ابلاغ عامہ	۸۵
۳۷	کہانی ایک قلم کی	منیب مسعود	۸۷
۳۸	ہنسی گھر	ذرائع ابلاغ عامہ	۸۹
۳۹	بوجھو تو جانیں	ذرائع ابلاغ عامہ	۹۰
۴۰	گھریلو ٹوٹکے	ذرائع ابلاغ عامہ	۹۱
۴۱	بیوٹی ٹپس	ذرائع ابلاغ عامہ	۹۳
۴۲	یوگا آسن	ذرائع ابلاغ عامہ	۹۵
۴۳	کھانا خزانہ	ذرائع ابلاغ عامہ	۹۷
۴۳	بیت بازی	بچوں کی دنیا	۹۹
۴۶	مسنون اذکار	ذرائع ابلاغ عامہ	۱۰۱
۴۷	سلام کرنے کا طریقہ	ذرائع ابلاغ عامہ	۱۰۲

عہدیداران واراکین مجلس منتظمہ

۲۰۲۰

انجمن پنجابی سوداگران

اسمائے گرامی

۱	جناب محمود الٰہی فاروقی صاحب	صدر
۲	جناب منصور الٰہی شمسی صاحب	نائب صدر
۳	جناب محمد شعیب شمسی صاحب	جنرل سیکریٹری
٤	جناب محمد اسماعیل بزاز صاحب	جوائنٹ سیکریٹری
۵	جناب محمد اسلم صدیق سولیجہ صاحب	خازن
٦	جناب عبدالمالک شیخ صاحب	نائب خازن
۷	جناب محمد سعود الٰہی صاحب	ناظم جائیداد سب کمیٹی
۸	جناب رئیس احمد صاحب	ناظم وصولی زکٰوۃ سب کمیٹی
۹	جناب صبور احمد صاحب	ناظم یوتھ ونگ سب کمیٹی
۱۰	جناب فرقان احمد شمسی صاحب	ناظم تقسیمِ زکٰوۃ سب کمیٹی
۱۱	جناب عبید الرحمن صاحب	ناظم قومی گزٹ سب کمیٹی
۱۲	جناب محمد جمیل راجہ صاحب	ناظم تقریبات سب کمیٹی
۱۳	جناب سلمان جمیل چاؤلہ صاحب	ناظم ممبر سازی سب کمیٹی
۱٤	جناب فرحان اقبال صاحب	ممبر
۱۵	جناب محمد عارف صاحب	ممبر
۱٦	جناب کامران متین بٹلہ صاحب	ممبر
۱۷	جناب فیصل زاہد صاحب	ممبر
۱۸	جناب ذیشان منظور صاحب	ممبر
۱۹	جناب ارشد عالم صاحب	ممبر
۲۰	جناب خالد متین صاحب	ممبر
۲۱	جناب شاہد انور شمسی صاحب	ممبر

ماہنامہ قومی گزٹ کے خصوصی معاونین

☆جناب محمد صدیق سولیجہ صاحب (مرحوم) ☆جناب محمود الٰہی فاروقی صاحب
☆جناب ارشد عالم شمسی صاحب ☆جناب بدر الدین الوجیہہ صاحب
☆جناب ضیاء الرحمٰن شمسی صاحب ☆جناب حارث اقبال صاحب
☆جناب شمیم صدیقی صاحب ☆جناب آفتاب احمد کلکتہ والے
☆محترمہ آرزو دلیل صاحبہ ☆جناب محمد ہارون صاحب ڈیفنس والے
☆جناب عمران شمیم صاحب ☆جناب جمیل راجہ صاحب
☆جناب عادل نعمان صاحب ☆جناب فخر احمد شمسی صاحب
☆جناب ریاض احمد شمسی صاحب ☆جناب فرقان احمد ڈھاکہ والے
☆جناب محمد وثیق شمسی صاحب ☆جناب پرویز منظور صاحب
☆جناب انصار فرید الدین صاحب ☆جناب جمیل اقبال صاحب
☆جناب حاجی احمد ذیشان صاحب ☆جناب شاہد اقبال صاحب
☆جناب عبید الرحمٰن صاحب لاہور والے ☆جناب امداد احمد سولیجہ صاحب
☆جناب خالد متین صاحب ☆جناب اسلم کتھوریہ صاحب
☆ڈاکٹر نظام الحق صاحب ☆جناب عقیل احمد شمسی صاحب
☆جناب محمد نسیم شاہد صاحب ☆جناب شعیب شمسی صاحب
☆جناب محمد ظفر سولیجہ صاحب ☆جناب محمد اسماعیل صاحب
☆جناب صبور احمد صاحب ☆جناب فرحان اقبال صاحب

ادبی اور سماجی خدمات کے اس جذبے پر ہم معطی خواتین و حضرات کو خراجِ تحسین پیش کرتے ہیں۔

زکوۃ کی ادائیگی کے وقت اپنی برادری اور عزیز و اقارب کا خاص خیال کریں

آگے بڑھیں! تھام لیں۔۔۔ انہوں کو اپنائیں اپنائیت کے ساتھ۔۔۔ یہ اپنے ہی ہیں جو محروم رہ گئے

"کہہ دو کہ میرا پروردگار! اپنے بندوں میں سے جس کیلئے چاہتا ہے رزق کی فراوانی کر دیتا ہے اور جس کے لیے چاہتا ہے تنگی کر دیتا ہے اور تم جو چیز بھی خرچ کرتے ہو وہ اسکی جگہ اور چیز دے دیتا ہے۔ اور وہ سب سے بہتر رزق دینے والا ہے"

پ22، رکوع 11، آیت 39 سورۃ سبا

انجمن پنجابی سوداگران کا ادارہ 1957 سے برادری اور دیگر مستحقین کی حاجات پوری کرنے میں حسب استطاعت و حسب توفیق سرگرم عمل ہے

بے کس گھرانوں کی ماہانہ کفالت ہو یا مجبور گھروں کی بچیوں کی شادی، نادار مریضوں کا علاج معالجہ ہو یا

لاچار مریضوں کی غم خواری، بنیادی تعلیم ہو یا ہونہار طلبہ طالبات کی اعلیٰ تعلیم

غرض ہر شعبے میں ادارے کے اعزازی منتظمین اخلاص نیت اور خوف خدا کے ساتھ آپ کی امانتوں کی پاسداری کرتے ہوئے شفاف طریقے سے بذریعہ کراس چیک محروم خواتین و حضرات کو اکرام کے ساتھ اور ان کی عزت نفس کو ملحوظ رکھتے ہوئے امداد کا سلسلہ جاری رکھے ہوئے ہیں۔

ان مستحقین کی امداد ہمارا فرض ہے۔ زکوۃ ہمارے اور آپ کے اوپر فرض و قرض ہونے کے ناطے آپ ادارے کا دست و بازو بن کر شفاف طریقے سے انہوں کی ضروریات پوری کرنے کی مہم میں ہمارا ساتھ دیجئے۔

ادارے نے اب اپنے مشن کا ہدف عطیات کے ذریعے سفید پوش ضرورتمندوں کی حاجات خصوصاً تعلیمی ضرویات کو پورا کرنے کی جانب مرکوز کیا ہے تاکہ آج کے لینے والے ہاتھ کل دینے والے بن جائیں۔

زکوۃ و عطیات کی ترسیل کے لئے۔

اکاؤنٹ بنام

کل پاکستان انجمن پنجابی سوداگران

Acc. Title

Kul Pakistan Anjuman Punjabi Suadagran

فیصل بینک

اکاؤنٹ نمبر: **127-2004054-001** برائے زکوۃ

اکاؤنٹ نمبر: **127-2000458-001** برائے عطیات

میزان بینک

اکاؤنٹ نمبر: **0130-0100026365** برائے زکوۃ و عطیات

رابطہ:

کل پاکستان انجمن پنجابی سوداگران (رجسٹرڈ)

تھرڈ فلور، ابراہیم اسٹیٹ بلڈنگ مین شاہراہ فیصل نزد ڈیوٹی فری شاپ کراچی۔

فون نمبر: 021-34537374, 0331-2830729

(ناپ تول ٹھیک کرنا)

سورۃ الاعراف (آیت نمبر ۸۵)

وَ اِلٰی مَدْیَنَ اَخَاهُمْ شُعَیْبًاؕ قَالَ یٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَیْرُهٗؕ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَیِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَوْفُوا الْكَیْلَ وَ الْمِیْزَانَ وَ لَا تَبْخَسُوا النَّاسَ اَشْیَآءَهُمْ وَ لَا تُفْسِدُوْا فِی الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَاؕ ذٰلِكُمْ خَیْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ ﴿۸۵﴾

ترجمہ:

اور ہم نے مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب (علیہ اسلام) کو بھیجا انہوں نے فرمایا اے میری قوم! تم اللہ کی عبادت کرو اس کے سوا کوئی تمہارا معبود نہیں تمہارے پاس تمہارے پروردگار کی طرف سے واضح دلیل آچکی ہے پس تم ناپ اور تول پورا پورا کیا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم کر کے مت دو اور روئے زمین میں اس کے بعد اس کی درستی کر دی گئی فساد مت پھیلاؤ یہ تمھارے لئے نافع ہے اگر تم تصدیق کرو۔

(مشرکین کو پیغامِ الٰہی سنانا)

سورۃ التوبہ (آیت نمبر ۶)

وَ اِنْ اَحَدٌ مِّنَ الْمُشْرِكِیْنَ اسْتَجَارَكَ فَاَجِرْهُ حَتّٰی یَسْمَعَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ اَبْلِغْهُ مَاْمَنَهٗؕ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ قَوْمٌ لَّا یَعْلَمُوْنَ ﴿۶﴾

ترجمہ:

اگر مشرکوں میں سے کوئی تجھ سے پناہ طلب کرے تو تو اسے پناہ دے دے یہاں تک کہ وہ کلام اللہ سن لے پھر اسے اپنی جائے امن تک پہنچادے یہ اس لئے کہ یہ لوگ بے علم ہیں۔

(اللہ سے شکر کی توفیق مانگنا)

سورۃ النمل (آیت نمبر ۱۹)

فَتَبَسَّمَ ضَاحِكًا مِّنْ قَوْلِهَا وَ قَالَ رَبِّ اَوْزِعْنِیٓ اَنْ اَشْكُرَ نِعْمَتَكَ الَّتِیٓ اَنْعَمْتَ عَلَیَّ وَ عَلٰى وَالِدَیَّ وَ اَنْ اَعْمَلَ صَالِحًا تَرْضٰىهُ وَ اَدْخِلْنِیْ بِرَحْمَتِكَ فِیْ عِبَادِكَ الصّٰلِحِیْنَ ﴿۱۹﴾

ترجمہ:

اس کی اس بات سے حضرت سلیمان مسکرا کر ہنس دیئے اور دعا کرنے لگے کہ اے پروردگار! تو مجھے توفیق دے کہ میں تیری ان نعمتوں کا شکر بجالاؤں جو تو نے مجھ پر انعام کی ہیں اور میرے ماں باپ پر اور میں ایسے نیک اعمال کرتا رہوں جن سے تو خوش رہے مجھے اپنی رحمت سے نیک بندوں میں شامل کرلے۔

(سنی سنائی بات آگے بڑھادینا)

سورۃ النور (آیت نمبر ۱۵)

اِذْ تَلَقَّوْنَهٗ بِاَلْسِنَتِكُمْ وَ تَقُوْلُوْنَ بِاَفْوَاهِكُمْ مَّا لَیْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ وَّ تَحْسَبُوْنَهٗ هَیِّنًا ۖۗ وَّ هُوَ عِنْدَ اللّٰهِ عَظِیْمٌ ﴿۱۵﴾

ترجمہ:

جبکہ تم اسے اپنی زبانوں سے نقل در نقل کرنے لگے اور اپنے منہ سے وہ بات نکالنے لگے جس کی تمہیں مطلق خبر نہ تھی، گو تم اسے ہلکی بات سمجھتے رہے لیکن اللہ تعالیٰ کے نزدیک وہ بہت بڑی بات تھی۔

نعتِ رَسول صَلّی اللہُ عَلیہِ وَآلِہٖ وَسلَم

الصُبّح بدا مِن طَلعتہٖ وَالّیلُ دجیٰ مِن وُفرتہٖ
ہے نورِ سحر چہرے سے تیرےﷺ اور شب کی رونق زلفوں سے
اللہُ اللہُ اللہُ اللہ اللہُ اللہُ اللہُ اللہ

کَنزُ الکرمِ مولی النعمِ ہادی الأممِ لِشریعتہٖ
نعمت کا خزینہ ہیں مولاﷺ گنجینۂ رحمت ہیں آقاﷺ
ہادی ہیں تمام اُمّت کے اور راہنما ہیں شریعت کے
اللہُ اللہُ اللہُ اللہ اللہُ اللہُ اللہُ اللہ

ساعۃ الشجرُ نطق الحجرُ شق القمرُ با اِشارتہٖ
انگلی کے اشارے پیڑ چلے، اعجاز سے پتھر بول اٹھے
اور چاند ہوا ہے دو ٹکڑے انگشت کے ایک اشارے سے
اللہُ اللہُ اللہُ اللہ اللہُ اللہُ اللہُ اللہ

جبریل اَتیٰ لیلۃ اسریٰ والرَّبّ دعاہٗ لحضرتہٖ
جبریلِ امیں پیغامِ خدا لے کر آئے تھے شبِ اسریٰ
اللہ نے عرش پہ بلوایا قربت کا شرف اُنﷺ کو بخشا
اللہُ اللہُ اللہُ اللہ اللہُ اللہُ اللہُ اللہ

فمُحمّدنا ھو سیّدنا فا العز لنا لا اجا بتہٖ
سو مُحمّدﷺ ہیں اپنے آقاﷺ اس نام سے اپنی عز و بقا
اللہُ اللہُ اللہُ اللہ اللہُ اللہُ اللہُ اللہ

الصُبّح بدا مِن طَلعتہٖ وَالّیلُ دجیٰ مِن وُفرتہٖ
ہے نورِ سحر چہرے سے تیرےﷺ اور شب کی رونق زلفوں سے
اللہُ اللہُ اللہُ اللہ اللہُ اللہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللہُ

بِسْمِ اللہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ
اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا
صَلَّیْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَّعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ
اَللّٰھُمَّ بَارِکْ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰی اٰلِ مُحَمَّدٍ
کَمَا بَارَکْتَ عَلٰی اِبْرَاھِیْمَ وَّعَلٰی اٰلِ اِبْرَاھِیْمَ
اِنَّکَ حَمِیْدٌ مَّجِیْدٌ

facebook.com/Naat e Rasool PBUH

روشن خیالات

حضور اکرم ﷺ

جب نیک تمہیں خوش کر دے اور برائی افسردہ کر دے تو تم مومن ہو۔

حضرت عثمان

جب زبان اصلاح پذیر ہو جاتی ہے تو دل نیک ہو جاتا ہے۔

حضرت عمر فاروق

جو شخص اپنا راز چھپاتا ہے وہ اپنا اختیار اپنے ہاتھ میں رکھتا ہے۔

سقراط

جس سی چیز کے بارے میں معلوم نہ ہو، وہ کسی کو نہ بتاؤ۔ جس چیز کی ضرورت نہیں اس کی جستجو نہ کرو۔ جو راستہ معلوم نہیں اس پر سفر نہ کرو، اور اچھی بات جو بھی کہے، غور سے سنو۔

اشفاق احمد

سچ بولنے کا شوق ہے تو اپنے بارے میں بولیں۔ لوگوں کی زندگی عذاب نہ بنائیں۔

ابراہم لنکن

میں آہستہ چلتا ہوں مگر میں کبھی پیچھے کی جانب نہیں جاتا۔

حضرت فریدالدین گنج شکر

خوش کلامی ایک ایسا پھول ہے جو کبھی نہیں مرجھاتا۔

ایمرسن

کامیابی کا سب سے بڑا راز خود اعتمادی ہے۔

مولانا جلال الدین رومی

اگر میرا علم مجھے انسان سے محبت کرنا نہیں سکھاتا تو ایک جاہل مجھ سے ہزار درجے بہتر ہوتا

حضرت "صبر کیا ہے؟"

میں نے ایک عالم سے پوچھا جو بظاہر فارغ نظر آ رہے تھے۔ وہ خاموش رہے جیسے میری بات سنی نہ ہو۔

میں نے دوبارہ اپنا سوال دہرایا "صبر کیا ہے؟"

انھوں نے میری طرف دیکھا لیکن بولے کچھ نہیں ۔

مجھے عجیب سا لگا اور غصہ بھی آیا کہ کچھ کر بھی نہیں رہے اور بولتے بھی نہیں۔ میں اٹھ کر جانے لگا تو کہنے لگے :

''صبر انتظار ہے"

میں شرمندہ سا ہو کر واپس بیٹھ گیا ، پھر وہ دوبارہ گویا ہوئے اور فرمایا :

''صبر برداشت ہے۔"

جو تم میں نہیں کہ میری کچھ دیر کی خاموشی پر تم دل برداشتہ ہو کر جانے لگے۔

میں نے معزرت کی اور کہا نہیں حضرت مجھے کہیں کام سے جانا ہے اسلئے جلدی ہے۔۔۔۔۔

''دوسرے کی بات کو تحمل سے سننا بھی صبر ہے۔"

اب میں خاموشی سے سر جھکائے ان کے سامنے بیٹھ گیا۔

وہ مسکرائے اور پھر فرمانے لگے بیٹا صبر مشکل وقت میں ثابت قدم رہنے کا نام ہے جسکی مثال حضرت ابراہیمؑ اور حسین کی آزمائش ہیں۔"

''مصیبت یا بیماری کو برداشت کرنا صبر ھے''

جیسے : ''حضرت ایوبؑ نے صبر کیا۔

اور ''برے عمل و اقدام سے اپنے آپ کو روکنا بھی" صبر ہے۔

جسکی بہترین مثال "حضرت یوسفؑ"کا واقعہ ہے۔

میں نے کہا حضرت یہ سب تو بہت رتبے والے خاص اور عظیم لوگ ہیں ہم ان جیسے کہاں !

ہم کیسے برداشت کر سکتے ہیں؟ہمیں کیسے صبر آئیگا؟

کہنے لگے بیٹا بے شک ہم ان جیسے نہیں لیکن ان خاص لوگوں کی زندگیاں ہی ہمارے لئے نمونہ حیات ہیں۔

بیٹا اللہ کسی کو اسکی طاقت سے زیادہ نہیں آزماتا۔وہ ہم سے زیادہ ہم کو جانتا ہے۔

لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَها

اللہ تعالیٰ کسی جان کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف میں نہیں ڈالتا۔(سورۃ البقرہ)

جسکا جتنا بڑا رتبہ ہوتا ہے اسکی آزمائش بھی اتنی سخت ہوتی ہے۔

اب بات آئی کہ صبر کیسے آتا ہے تو بیٹا !!

"*توکل صبر کا سب سے بڑا ساتھی ہے۔اگر آپ اللہ پر توکل رکھتے ہیں تو یہ ممکن ہی نہیں ہے کہ صبر آپ کو حاصل نہ ہو*"

قرآن میں ارشاد ہے:

وَاصْبِرْ وَمَاصَبْرُکَ اِلَّابِاللہ

"اور(اے پیغمبر!)تم صبر سے کام لو،اور تمھارا صبر اللہ ہی کی توفیق سے ہے"(سورۃ النحل)

انسان فطرتاً جلد باز ہے ہر چیز میں نقصان فائدے کا سوچتا ہے ذرا سا نقصان اس کو غم میں مبتلا کر دیتا ہے

اس نقصان کو پر کرنے کیلئے ادھر ادھر ہاتھ مارنے لگتا ہے۔

ذرا سی جسمانی تکلیف میں پریشان ہو کر شور کرنے لگتا ہے اور دعا اور دوا پر اصرار کرنے لگتا ہے کہ بس جلد صحت یاب ہو جاؤں

یہ سب اس لیے ہے کہ اسے سارا فائدہ دنیا میں نظر آتا ہے۔یہ سب اللہ اور آخرت پر یقین کی کمی کی وجہ سے ہوتا ہے۔

وہ اپنا مقصد حیات کہ :"اللہ نے زندگی اور موت کو انسان کی آزمائش کے لئے پیدا فرمایا" بھول جاتا ہے۔

جب آپ کو دنیا کے مقابلے میں آخرت کے دگنے اجر کا یقین ہوتا ہے۔ بیماری اور مشکلات میں اپنے گناہوں میں کمی اور درجات کی بلندی کا یقین ہوتا ہے اور یہ یقین ہوتا ہے کہ اللہ سب اسکی بہتری کے لئے کرتا ہے۔

تو پھر یہ نقصان، بیماری اسکے لئے کوئی معنی نہیں رکھتے۔ اسکو اپنا فائدہ آخرت میں دہرے اجر اور جنت کی صورت میں نظر آرہا ہوتا ہے۔

اور ہاں!

اک آخری چیز بیٹا

"*صراط مستقیم *"

سیدھا راستہ یعنی انعام یافتہ لوگ، صدیقین، شہداء صالحین کا راستہ

"اس پر چلنا ہی سب سے بڑا صبر ہے۔ کیونکہ یہاں لڑائی خود اپنے آپ سے ہے۔"

نَصْرٌ مِّن اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ

ایک دن فنا ہو جائے گی ہر کفر کی تدبیر

نَصْرٌ مِّن اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ

یہ قیصر و کسری بھی باقی نہ رہیں گے   اپنایا گر جہاد کا انداز شاہانہ

میخانے ٹوٹ جائیں گے ساقی نہ رہیں گے   جھک جائے گا اس دن تیرے قدموں میں زمانہ

راہ خدا میں جب بھی اٹھے گی تیری شمشیر   دنیا نہ بن سکے گی تیرے پاؤں کی زنجیر

نَصْرٌ مِّن اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ

نَصْرٌ مِّن اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ

باطل کی قائم کردہ پابندیاں نہ مان   آفاق کی رفتار اشاروں میں بدل دے

ملکوں کی بنائی ہوئی حق بندیاں نہ مان   سنگینی خزاں کو بہاروں میں بدل دے

لے ہاتھ میں قرآن دنیا کو کر اسیر   مومن کی نگاہوں میں ہوتی ہے وہ تاثیر

نَصْرٌ مِّن اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ

نَصْرٌ مِّن اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ

خدائے ذوالجلال کا دیوانہ بنے تو   اس ظلمت جہاں میں ہو جائے سویرا

حبیب خدا کی شمع کا پروانہ بنے تو   راہ عمل میں عمر سا کردار ہو تیرا

حدیث و قرآن کرے تیرے کردار کی تعبیر   دنیا کا بادشاہ اللہ کا فقیر

نَصْرٌ مِّن اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ

نَصْرٌ مِّن اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ

اللہ کی مرضی، تدبیر اور غور سے   مہدی کی کاوشوں سے عیسی کے زور سے

سارا جہاں بن جائے گا اللہ کی جاگیر

نَصْرٌ مِّن اللَّهِ وَفَتْحٌ قَرِيبٌ

وجود کائنات، قرآن اور جدید سائنس کی روشنی میں

ماؤنٹ ولسن کی رصد گاہ کیلی فورنیا میں ہے جہاں 1929ء میں امریکی ماہر فلکیات ایڈون ہبل نے فلکیات کی تاریخ میں ایک عظیم دریافت کی۔ جس وقت وہ ایک بڑی دوربین کے ذریعے ستاروں کا مشاہدہ کر رہا تھا، اس نے دیکھا کہ ان سے نکلنے والی روشنی، طیف (Spectrum) کے سرخ سرے میں منتقل ہو رہی ہے اور جو ستارہ زمین سے جتنا دُور ہے، یہ منتقلی اتنی ہی نمایاں ہے۔ سائنس کی دنیا میں یہ ایک تہلکہ خیز دریافت تھی، کیونکہ طبیعیات کے مسلمہ اصولوں کے مطابق اگر کسی روشنی کا طیف (Spectrum) نقطہ مشاہدہ (پوائنٹ آف آبزرویشن) کی جانب سفر کر رہا ہو تو وہ بنفشی رنگ میں تبدیل ہو جائے گا، جبکہ روشنی کا یہ طیف نقطۂ مشاہدہ سے دور ہو رہا ہو تو اس کی روشنی سرخ ہو جائے گی۔ ہبل نے اپنے مشاہدات میں دیکھا کہ روشنی سرخ ہو گئی۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ستارے ہم سے مسلسل دُور ہوتے جا رہے ہیں۔

اس سے پہلے ہبل نے ایک اور اہم دریافت کی تھی۔ اس نے دیکھا کہ ستارے اور کہکشائیں نہ صرف ہم سے بلکہ ایک دوسرے سے بھی دُور ہوتے جا رہے ہیں۔ اس مشاہدے سے کہ جہاں ہر شے دوسر ی شے سے دُور ہو رہی ہے، صرف یہی نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ کائنات مستقل پھیل رہی ہے۔

اس بات کو مزید اچھی طرح سمجھنے کے لیے آپ پھولتے غبارے کی سطح کا تصور کیجئے۔ بالکل اسی طرح جیسے پھولتے ہوئے غبارے کی سطح کے نقطے (پوائنٹس) ایک دوسرے سے دُور ہوتے چلے جاتے ہیں، بالکل اسی طرح پھیلتی ہوئی کائنات میں خلا میں موجود اجسام (ستارے، سیارے وغیرہ) ایک دوسرے سے دُور ہو رہے ہیں۔

نظری طور پر تو یہ بات اس سے پہلے ہی دریافت کی جا چکی تھی۔ چنانچہ معروف سائنس داں البرٹ آئن سٹائن نے یہ بات نظری طور پر ثابت کی تھی کہ کائنات ساکن (Static) نہیں ہو سکتی۔ تاہم اس نے اپنے نظریئے کا پرچار نہیں کیا، کیونکہ اس وقت ساکن کائنات کا نمونہ (Static Universe Model) وسیع پیمانے پر تسلیم کیا جاتا تھا۔ بعد میں اس بات کو ہبل کے مشاہدات نے ثابت کر دیا کہ کائنات پھیل رہی ہے۔

لیکن کائنات کی تخلیق کے سلسلے میں کائنات کے پھیلاؤ کی کیا حیثیت ہے؟ کائنات کے پھیلاؤ کو ہم اگر پہلے کے وقت میں دیکھیں تو

یہ ثابت ہو گا کہ کائنات ایک واحد نقطے (سنگل پوائنٹ) سے وجود میں آئی ہے۔ تخمینہ جات یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اس ''واحد نقطے'' (جس میں تمام کائنات کا مادہ سمایا ہوا ہو گا) کا حجم صفر اور کثافت لامتناہی (Infinite) ہو گی۔ چنانچہ ایک دھماکے کے بعد اس کائنات کا آغاز ''صفر حجم'' (زیرو والیم) سے ہوا ہو گا۔ یہ عظیم دھماکا جس سے کائنات کا آغاز ہوا، ایک نظریئے کے طور پر ''بگ بینگ'' کے نام سے جانا جاتا ہے۔

''صفر حجم'' ایک نظری وضاحت ہے جس کے ذریعے سائنس کسی شے کے ''عدم وجود'' کو ثابت کرتی ہے جو انسانی فہم سے ماوراء ہے، لہٰذا ایک نقطے کو صفر حجم تسلیم کر کے ہی بات واضح کی جاسکتی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ ''صفر حجم والے ایک نقطے'' کا مطلب اس کا ''عدم وجود'' ہے۔ گویا کائنات ''عدم'' سے ''وجود'' میں آئی ہے۔ بہ الفاظ دیگر یہ ''تخلیق'' کی گئی ہے۔

بگ بینگ نظریہ بیان کرتا ہے کہ ابتدا میں تمام اجسام ایک ٹکڑا تھے اور پھر یہ علیحدہ علیحدہ ہوئے۔ وہ حقیقت جسے بگ بینگ نظریئے نے ظاہر کیا، قرآن پاک میں 14 صدی پہلے واضح کر دیا گیا کہ جب لوگوں کے پاس کائنات کے بارے میں بہت ہی محدود معلومات تھیں:

''کیا ان کافروں کو یہ معلوم نہیں ہوا کہ آسمان اور زمین (پہلے) بند تھے۔ پھر ہم نے دونوں کو (اپنی قدرت سے) کھول دیا اور ہم نے (بارش کے) پانی سے ہر جان دار چیز کو بنایا ہے۔ کیا (ان باتوں کو سن کر) بھی ایمان نہیں لاتے۔'' (سورۃ الانبیاء۔30)

جیسا کہ درج بالا آیت میں بیان کیا گیا، کائنات کی ہر شے حتیٰ کہ ''آسمان اور زمین'' کی تخلیق بھی، ایک عظیم دھماکے کے نتیجے میں ایک واحد نقطے سے کی گئی اور موجودہ کائنات کو ایک دوسرے سے الگ کر کے مخصوص شکل دی گئی۔

جب ہم آیت میں درج بیان اور بگ بینگ نظریئے کا موازنہ کرتے ہیں تو دونوں ایک دوسرے سے مکمل ہم آہنگ نظر آتے ہیں۔ تاہم بگ بینگ نظریہ بیسویں صدی میں ایک سائنسی نظریئے کے طور پر سامنے آیا۔

کائنات کا پھیلاؤ اس قرآنی دعوے کا ایک اہم ثبوت ہے جس کے مطابق کائنات ''عدم'' سے ''وجود'' میں لائی گئی۔ اگرچہ سائنس نے بیسویں دی میں جا کر اس حقیقت پر سے پردہ اُٹھایا، مگر اللہ نے قرآن پاک میں 1400 پہلے اس حقیقت کو بیان فرما دیا، ''اور ہم نے آسمانوں کو (اپنی) قدرت سے بنایا اور ہم وسیع القدرت ہیں۔'' (سورۃ الذاریات:4)

امام بخاری

سلسلہ ٔنسب

امام بخاری کا سلسلہ ٔنسب یہ ہے:

ابو عبداللہ محمد (امام بخاریؒ) بن اسماعیل بن ابراہیم بن مغیرہ بن بردزبہ البخاری الجعفی۔امام بخاریؒ کے والد حضرت اسماعیلؒ کو جلیل القدر علما اور امام مالک رحمتہ اللہ علیہ کی شاگردی کا بھی شرف حاصل تھا۔

امام بخاریؒ 13 شوال 194ھ (20 جولائی 810ئ) کو بعد نمازِ جمعہ بخارا میں پیدا ہوئے۔امام بخاریؒ ابھی کم سن ہی تھے کہ شفیق باپ کا سایہ سر سے اٹھ گیا اور تعلیم و تربیت کیلئے صرف والدہ کا ہی سہارا باقی رہ گیا۔ شفیق باپ کے اٹھ جانے کے بعد ماں نے امام بخاریؒ کی پرورش شروع کی اور تعلیم و تربیت کا اہتمام کیا۔امام بخاریؒ نے ابھی اچھی طرح آنکھیں کھولی بھی نہ تھیں کہ بینائی جاتی رہی۔اس المناک سانحہ سے والدہ کو شدید صدمہ ہوا۔

انہوں نے بارگاہِ الٰہی میں آہ وزاری کی، عجز و نیاز کا دامن پھیلا کر اپنے لاثانی بیٹے کی بینائی کیلئے دعائیں مانگیں۔ایک مضطرب، بے قرار اور بے سہارا ماں کی دعائیں قبول ہوئیں۔انہوں نے ایک رات حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو خواب میں دیکھا فرما رہے تھے:

''جا اے نیک خو! تیری دعائیں قبول ہوئیں۔تمہارے نورِ نظر اور لختِ جگر کو اللہ تعالیٰ نے پھر نورِ چشم سے نواز دیا ہے''

صبح اٹھ کر دیکھتی ہیں کہ بیٹے کی آنکھوں کا نور لوٹ آیا ہے۔

امام بخاری رحمتہ اللہ علیہ کو اپنے والد کی میراث سے کافی دولت ملی تھی۔آپؒ اس سے تجارت کیا کرتے تھے۔اس آسودہ حالی سے آپؒ نے کبھی اپنے عیش و عشرت کا اہتمام نہیں کیا جو کچھ آمدنی ہوتی طلب علم کیلئے صرف کرتے۔غریب اور نادار طلبا کی امداد کرتے، غریبوں اور مسکینوں کی مشکلات میں ہاتھ بٹاتے۔ہر قسم کے معاملات میں آپ رحمہ اللہ علیہ بے حد احتیاط برتتے تھے۔

حضرت عبداللہ بن محمد صیارفی رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں امام بخاریؒ کے ساتھ ان کے مکان میں بیٹھا تھا اتنے میں ان کی لونڈی آئی اور اندر جانے لگی۔سامنے ایک دوات (انک کی بوتل) رکھی تھی اس کو ٹھوکر لگی۔امام بخاریؒ نے کہا تم کیسے چلتی ہو وہ بولی جب راستہ نہ ہو تو کیسے چلوں؟ یہ سن کر امام بخاریؒ نے اپنے دونوں ہاتھ پھیلا دیئے اور کہا: ''جا میں نے تجھ کو آزاد کر دیا'' لوگوں نے کہا اے ابو عبداللہ! اس لونڈی نے تو آپؒ کو غصّہ دلایا ہے۔انہوں نے کہا میں نے اس کام سے اپنے نفس کو راضی کر لیا ہے۔

"وضاحت: آپ بھی جب کسی پر ناراض ہوں یا اس کی غیبت کریں یا نقصان پہنچائیں یا دل دکھائیں تو اس پر کوئی نہ کوئی احسان ضرور کریں۔ یا اس سے معافی مانگیں۔ کم از کم اس کے لئے دعائے مغفرت کریں تاکہ آخرت کے عذاب سے آپ بچ جائیں۔"

امام بخاری □ کا حافظہ:

امام بخاریؒ کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حافظہ اور ذہن عطا کیا تھا۔ ایک مرتبہ بغداد آئے، محدثین جمع ہوئے اور آپؒ کا امتحان لینا چاہا، امتحان کی ترتیب یہ رکھی کہ دس آدمیوں نے دس دس حدیثیں لے کر ان کے سامنے پیش کیں، ان احادیث کے متن (عبارت) اور سندوں کو بدلا گیا، متن ایک حدیث کا اور سند دوسری حدیث کی لگا دی گئی۔ امام بخاریؒ حدیث سنتے اور کہتے، مجھے اس حدیث کے بارے میں علم نہیں جب سارے محدثین اپنی دس دس حدیثیں سنا چکے اور ہر ایک کے جواب میں امام بخاریؒ نے کہا کہ مجھے اس کا علم نہیں، تو سارے لوگ ان سے بدظن ہوئے اور کہنے لگے کہ یہ کیسے امام ہیں کہ 100 احادیث میں سے چند حدیثیں بھی نہیں جانتے۔

امام بخاریؒ پہلے شخص سے مخاطب ہو کر کہنے لگے تم نے پہلی حدیث یوں سنائی تھی اور پھر صحیح حدیث سنائی دوسری حدیث کے بارے میں فرمایا کہ تم نے یہ حدیث اس طرح سنائی تھی جب کہ صحیح یہ ہے اور پھر صحیح حدیث سنائی، مختصر یہ کہ امام بخاریؒ نے دس کے دس آدمیوں کی مکمل حدیثیں پہلے ان کے ردّ وبدل کے ساتھ سنائیں اور پھر صحیح اسناد کے ساتھ حدیثیں سنائیں۔

اس مجلس میں امام صاحب کی اس طرح حدیثوں کی صحت، پر سارا مجمع حیران اور خاموش تھا، علامہ ابن حجر عسقلانیؒ یہ واقعہ لکھنے کے بعد فرماتے ہیں، یہاں امام بخاریؒ کی امامت تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ تعجب یہ نہیں کہ امام بخاریؒ نے غلط احادیث کی تصحیح کی اسلئے کہ وہ تو تھے ہی حافظ حدیث، تعجب تو اس کرشمہ پر ہے کہ امام بخاریؒ نے ایک ہی دفعہ میں ان کی بیان کردہ ترتیب کے مطابق وہ تمام تبدیل شدہ حدیثیں بھی یاد کر لیں۔ (فتح الباری، شرح صحیح بخاری)

آپؒ کی سب سے بلند پایہ تصنیف صحیح بخاری ہے۔ آپؒ نے بخاری کی ترتیب وتالیف میں صرف علمیت، زکاوت اور حفظ ہی کا زور خرچ نہیں کیا بلکہ خلوص، دیانت، تقویٰ اور طہارت کے بھی آخری مرحلے ختم کر ڈالے اور اس شان سے ترتیب وتدوین کا آغاز کیا کہ جب ایک حدیث لکھنے کا ارادہ کرتے تو پہلے غسل کرتے، دو رکعت نماز استخارہ پڑھتے بارگاہِ ربّ العزت میں سجدہ ریز ہوتے اور اس کے بعد ایک حدیث تحریر فرماتے۔ اس سخت ترین محنت اور دیدہ ریزی کے بعد سولہ سال کی طویل مدت میں یہ کتاب زیورِ تکمیل سے آراستہ ہوئی اور ایک ایسی تصنیف عالمِ وجود میں آگئی جس کا یہ لقب قرار پایا:

"اصح الکتب بعد کتاب اللہ" یعنی اللہ تعالیٰ کی کتاب (قرآن مجید) کے بعد سب سے زیادہ صحیح کتاب ہے"

اُمّت کے ہزاروں محدثین نے سخت سے سخت کسوٹی پر کسا، پرکھا اور جانچا مگر جو لقب اس مقدس تصنیف کیلئے من جانب اللہ مقدر ہو چکا تھا وہ پتھر کی کبھی نہ مٹنے والی لکیر بن گیا۔

امام بخاریؒ کی شرط کا بیان:

آپؒ وہی حدیث بیان کرتے تھے جس کو ثقہ نے ثقہ سے مشہور صحابی تک روایت کی ہو اور معتبر ثقات اس حدیث میں اختلاف نہ کرتے ہوں اور سلسلۂ اسناد متصل ہو۔ اگر صحابی سے دو شخص راوی ہوں تو بہتر ورنہ ایک معتبر راوی بھی کافی ہے۔ امام مسلمؒ نے امام بخاریؒ سے علم حدیث حاصل کیا اور فائدہ اٹھایا لیکن وہ امام بخاریؒ کے اکثر اساتذہ کے بھی شاگرد ہیں (یعنی دونوں نے ایک ہی اساتذوں سے علم حاصل کیا) اور ان دونوں کی کتابیں قرآن مجید کے بعد تمام کتابوں سے زیادہ صحیح ہیں۔ علما کا اس امر پر اتفاق ہے کہ صحیح بخاری صحت میں صحیح مسلم سے افضل ہے۔ بخاری شریف کے علاوہ بھی امام صاحب کی 22 اہم اور بلند پایہ تصانیف ہیں۔ آپ کی مجالسِ درس زیادہ تر بصرہ، بغداد اور بخارا میں رہیں، لیکن دنیا کا غالباً کوئی گوشہ ایسا نہیں جہاں امام بخاریؒ کے شاگرد سلسلہ بسلسلہ نہ پہنچے ہوں۔

طالب حق کو دنیا میں دو کتابیں ہی کافی ہیں!

ایک اللہ تعالیٰ کی کتاب قرآنِ کریم جو سب کے نزدیک مشہور اور متواتر ہے، اور دوسری رسول اکرم ﷺ کی احادیث کی کتاب صحیح بخاری ہے اگرچہ احادیث رسول اللہ ﷺ پر کتابیں اور بھی ہیں لیکن کوئی بھی ان میں سے صحیح بخاری کے ہم پلہ نہیں۔ اسی لئے علما نے صحیح بخاری کو اصح الکتب بعد کتاب اللہ کہا ہے۔ لہٰذا طالب حق کو یہی دو کتابیں کافی ہیں۔ ''یعنی قرآن مجید اور صحیح بخاری''

تدوینِ حدیث:

تدوینِ حدیث (احادیث کو جمع کرنا) کی ابتدا خلفائے راشدین ہی سے ہوئی ہے۔ حضرت عمر فاروق □ کو اگر ذرا بھی شبہ ہو جاتا تو دلیل اور گواہ طلب کر لیتے تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود □ کے بارے میں محدثین لکھتے ہیں کہ روایت میں انتہائی سختی برتتے تھے اور اگر کوئی شاگرد الفاظِ حدیث یاد کرنے میں کوتاہی کرتا تو ڈانٹتے تھے۔ تحقیق و تنقید کی بنیاد حضرت ابو بکر صدیق □ اور حضرت عمر فاروق □ نے ڈالی۔ تابعینؒ نے اس کے اصول و ضوابط مرتب کئے اور تبع تابعینؒ نے مستقل اور باضابطہ فن کی حیثیت دی۔

بخاری شریف کو اگر اسلامی علوم کا ''انسائیکلوپیڈیا'' کہا جائے تو بالکل صحیح ہوگا۔

وفات:

محمد بن ابی حاتم وراقؒ فرماتے ہیں میں نے غالب بن جبریلؒ سے سنا کہ امام بخاریؒ خرتنگ میں انہیں کے پاس تشریف فرما تھے۔ امام بخاریؒ چند روز وہاں رہے پھر بیمار ہو گئے۔ اس وقت ایک ایلچی آیا اور کہنے لگا کہ سمرقند کے لوگوں نے آپؒ کو بلایا ہے۔ امام

بخاریؒ نے قبول فرمایا۔ موزے پہنے، عمامہ باندھا۔ بیس قدم گئے ہوں گے کہ انہوں نے کہا مجھ کو چھوڑ دو، مجھے ضعف ہو گیا ہے۔ ہم نے چھوڑ دیا۔ امام بخاریؒ نے کئی دعائیں پڑھیں پھر لیٹ گئے۔ آپؒ کے بدن سے بہت پسینہ نکلا۔ دس شوال 256ھ بعد نماز عشاء آپؒ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔ اگلے روز جب آپؒ کے انتقال کی خبر سمرقند اور اطراف میں مشہور ہوئی تو کہرام مچ گیا۔ پورا شہر ماتم کدہ بن گیا۔ جنازہ اٹھا تو شہر کا ہر شخص جنازہ کے ساتھ تھا۔ نماز ظہر کے بعد اس علم و عمل اور زہد و تقویٰ کے پیکر کو سپردِ خاک کر دیا گیا۔ جب قبر میں رکھا تو آپؒ کی قبر سے مشک کی طرح خوشبو پھوٹی اور بہت دنوں تک یہ خوشبو باقی رہی۔ (ابن ابی حاتمؒ)

دندان شکن جواب!

حضرت مولانا اسماعیل شہید رحمۃ اللہ سے کسی نے دریافت کیا انگریز کہتے ہیں کہ داڑھی رکھنا فطرت کے خلاف ہے، چونکہ انسان داڑھی کے بغیر ہی پیدا ہوا ہے لہٰذا اسے داڑھی کے بغیر ہی رہنا چاہیئے۔ مولانا نے تبسم فرماتے ہوئے کہا تو پھر انگریزوں کو چاہیئے کہ سارے دانت توڑ ڈالیں کیوں کہ انسان بغیر دانتوں کے پیدا ہوتا ہے دانت تو بعد میں نکلتے ہیں۔

....

مجلس میں ایک شخص بولا واہ مولانا کیا دندان شکن جواب دیا ہے۔

ایک سبق، ایک درس

ایک انگریز نے مسلمان عالم دین سے پوچھا کہ تمہارے اسلام میں اتنی شدت کیوں ہے کہ ایک عورت اجنبی مرد سے مصافحہ تک نہیں کر سکتی ہے؟

عالم دین نے بہت تحمل سے خوبصورت جواب دیتے ہوئے پوچھا کہ کیا تمہارے ہاں ہر شخص ملکہ برطانیہ سے ہاتھ ملا سکتا ہے؟ مصافحہ کر سکتا ہے؟

انگریز نے جواب دیا ہر گز نہیں ملکہ برطانیہ کے پروٹوکول میں قانون صرف سات قسم کے افراد کو یہ اجازت دیتا ہے کہ وہ ملکہ سے ہاتھ ملا سکتے ہیں.

عالم دین نے جواب دیا بعینہ ہماری شریعت میں 12 اصناف ہیں جنہیں شریعت ہاتھ ملانے کی اجازت دیتی ہے۔

باپ

دادا

شوہر

سسر

بیٹا

بھائی

چچا

ماموں

بھتیجا

بھانجا

پوتا

نواسہ

عالم دین نے فرمایا تمہارے نزدیک ملکہ کا یہ مقام اور احترام ہے کہ ہر کوئی ان سے ہاتھ نہیں ملا سکتا ہے اور تم نے یہ عزت صرف ملکہ کے لئے خاص کیا جب کہ ہمارے نزدیک تو ہر عورت ملکہ ہے۔۔

دلچسپ اور عجیب

سان فرانسسکو :

'بائی پلیٹ' نامی تھالی کو دیکھ کر آپ بھی سوچیں گے کہ یہ خیال آپ کو کیوں نہیں آیا۔اس رکابی میں درجنوں چھوٹے اور گول گڑھے ہیں جن میں رکھے جانے والے کھانے کا اضافی تیل ان گڑھوں میں جمع ہو جاتا ہے۔اب آپ کو کاغذیا ٹشو پر پکوڑے یا پراٹھے رکھ کر ان کا تیل کم کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اسے پلیٹ میں رکھ دیں اور بائی پلیٹ اسے خود جذب کر لے گی۔

اس اختراعاتی ایجاد کے خالقین کا خیال ہے کہ صرف اب آپ کو کھانا بدلنے کی ضرورت نہیں بلکہ صرف پلیٹ تبدیل کر سکتے ہیں اور اپنی خوراک میں کیلوریز کم کر سکتے ہیں۔ ایک مرتبہ اس پلیٹ میں کھانے سے 32 کیلوریز کم کی جا سکتی ہیں۔اس طرح ایک دن میں 90 کیلوریز یا حرارے کم ہو جاتے ہیں اور ایک سال میں 10 پونڈ چکنائی آپ کے پیٹ میں جانے سے بچ جاتی ہے۔

دوسری جانب بائی پلیٹ میں سینکڑوں سوراخ ہر قسم کی مرغن غذا کا تیل جمع کر لیتے ہیں اور یوں آپ ایک ماہ میں کئی سو گرام تیل کھانے سے محفوظ رہ جاتے ہیں۔اس طرح یہ اختراع ہم پاکستانیوں کے لیے بہت مفید ثابت ہو سکتی ہے۔ اس ایجاد کی چندہ مہم انڈی گو گو ویب سائٹ پر جاری ہے۔اب تک کئی سو افراد اسے چندہ دے کر اس پروجیکٹ کو کامیاب بنا چکے ہیں۔ لیکن مناسب رقم نہ ہونے سے یہ ابھی نمونے کے مراحل میں اور بہت جلد اس کی باقاعدہ پیداوار شروع کی جائے گی۔

چار پلیٹوں کی قیمت 39 ڈالر رکھی گئی ہے یعنی ایک پلیٹ لگ بھگ 1600 روپے میں مل سکے گی۔

مثبت سوچ، مثبت کردار

مثبت سوچ ایک ذہنی اور جذباتی رویہ کا نام ہے۔ جو ہماری توجہ زندگی کے روشن پہلو کی طرف دلاتی ہے اور مثبت نتائج فراہم کرتی ہے۔ ایک مثبت سوچ رکھنے والا شخص ہمیشہ خوش رہتا ہے۔ اور صحت مندانہ مقابلہ جات میں شرکت کرتا ہے۔ اور ہر وقت مسکراتا رہتا ہے۔ لیکن وہ اپنی مہارتوں میں اضافہ کرتا چلا جاتا ہے۔ خوشی کسی کام کو کرنے کی لگن اور محبت جیسے مثبت جذبات کی مدد سے ہم اپنی زندگی کی مشکلات کو ختم کر سکتے ہیں۔ اور مثبت جذبات رکھنے والا شخص اپنی اصل صلاحیتوں کو زیادہ سے زیادہ بہتر بنا کر اپنی آئندہ آنے والی زندگی سے بھرپور فائدہ اٹھا سکتا ہے۔ ایک مثبت رویہ کی مدد سے ہم خوش گوار اور اچھے جذبات حاصل کر سکتے ہیں۔ اس کا ہماری صحت پر خوشگوار اثر پڑتا ہے۔ اور ہم زیادہ عمدہ طریقے سے اپنی زندگی سے لطف اندوز ہو سکتے ہیں۔ اس سے ہمارے روزمرہ رویے میں بہتری آتی ہے۔ اور ہم عمدہ طریقے سے گفتگو کر سکتے ہیں اور چیزوں کو محسوس کر سکتے ہیں۔ اور ان کے اوپر ردعمل کا اظہار کر سکتے ہیں۔ مثبت سوچ زندگی کا پیغام دیتی ہے۔ جو لوگ اپنی زندگی کو بھرپور اور اچھے طریقے سے گزارنا چاہتے ہیں ان کے لیئے مثبت سوچ اپنانا بے حد ضروری ہے۔ روزمرہ زندگی میں ہم اپنی سوچ کو جب تک مثبت نہیں کریں گے ہم اپنی اور دوسروں کی زندگیوں میں آسانیاں پیدا نہیں کر سکتے۔ ہم اکثر جانے انجانے دوسروں کے بارے میں سوچ رہے ہوتے ہیں اور جب بھی آپس میں بات چیت کرتے ہیں تو عام طور پر دوسرے لوگوں کے بارے میں ہی بات کرتے ہیں۔ ہم دوسروں کی برائیوں کے بارے میں زیادہ بات کرتے ہیں لیکن کسی کی اچھائی کا ذکر کرنا مناسب نہیں سمجھتے۔ برائی کی بے جا تشہیر اس میں اضافے کا سبب بنتی ہے اور اچھائی کا ذکر نہ کرنا اور ایسے لوگوں کی حوصلہ افزائی نہ کرنا جو اچھے کام کر رہے ہوتے ہیں ان لوگوں کو بددل کرنے کے مترادف ہے۔

ہم لوگ کبھی بھی اپنے اندر جھانک کر نہیں دیکھتے کہ ہمارے اندر کیا کیا خامیاں ہیں؟ ان خامیوں کو دور کیسے کرنا ہے؟ اپنی غلطیوں سے بچنا کیسے ہے؟ اپنے گناہوں کی تلافی کیسے کرنی ہے؟ ہر انسان کے اندر خامیاں ہوتی ہیں لیکن وہ اپنی ان خامیوں اور غلطیوں کو تسلیم نہیں کرنا چاہتا۔ ہمیشہ وہی کامیاب ہوتا ہے جو اپنی خامیوں کا ادراک حاصل کرتا ہے اور اپنی بھرپور کوشش سے ان پر قابو پانے کی کوشش کرتا ہے۔ ہم اپنے بارے میں تو مثبت ہی سوچتے ہیں تو پھر دوسروں کے بارے میں منفی کیوں سوچیں؟

جبکہ ایک منفی سوچ رکھنے والا شخص تنگ نظر ہوتا ہے۔ اور اس کی توجہ منفی خیالات کی طرف مبذول رہتی ہے۔ جسکی وجہ سے اس کی زندگی کے مسائل میں اضافہ ہوتا چلا جاتا ہے۔ مثبت سوچ کا حصول بہت زیادہ مشکل کام نہیں ہے۔ چونکہ اس کو ایک انسان اپنے مستقل فکر مندانہ کوششوں سے حاصل کر سکتا ہے۔ ہم کسی دوسرے شخص سے اس کے الفاظ، خیالات اور جذبات سے متاثر ہو سکتے ہیں۔ جو ہمارے سامنے حقیقی شکل میں یا ظاہری شکل میں موجود رہتے ہیں۔ مثبت سوچ کی مدد سے ہم اپنی زندگی کو

آرام دہ اور 99% قابل اثر بنا سکتے ہیں۔ جو لوگ مثبت سوچ رکھنے والوں کے ساتھ رہتے ہیں۔ وہ زیادہ قابل بھروسہ اور مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ اس لیئے ایک شخص کی زندگی میں اس ہتھیار کا موزوں استعمال اس کو اس دنیا میں آنے کی مقصدیت سے آگاہ کرتا ہے۔ صرف ضرورت اس بات کی ہے کہ وہ زندگی میں جو کام بھی کرے صرف اپنا رویہ مثبت رکھے۔ ہم جب بھی کوئی کام شروع کرتے ہیں تو ہمارے اندر سے مختلف وسوسے سر اٹھانا شروع کر دیتے ہیں کہ شاید مجھے اس میں کامیابی ہو یا نہ ہو۔ ماہرین یہ کہتے ہیں کہ انسان جس طرح سے سوچتا ہے اس کی زندگی میں ویسا ہی ہونا شروع ہو جاتا ہے۔ اگر آپ کامیابی کے بارے میں سوچتے رہیں گے اور اس کے بارے میں اپنے تیئں بھرپور طریقے سے کوشش کریں گے اور اپنے تمام وسائل اس
میں لگا دیں گے۔ جو کامیابی کی قیمت ہوتی ہے وہ آپ کو ادا کرنی پڑتی ہے۔ اس کے بغیر آپ کامیاب نہیں ہو سکتے۔ لیکن اس تمام امکانات ہونگے

کبھی سوچا ہے محبت میں سکون کیوں نہیں، کئی لوگ ہمارے ارد گرد محبت میں ٹوٹے ہوتے ہیں، بہت لوگوں کو محبت مل بھی جاتی ہے لیکن سکون نہیں مل پاتا، کبھی سوچا ہے سکون اور محبت ایک ساتھ کیوں نہیں ملتے؟ کیوں کہ ہماری محبت کی وابستگی انسانوں سے ہوتی ہے اور بشر کو بشر کی محبت نہیں جچتی, بشر کو صرف واحد کی محبت جچتی ہے۔ بس یہی ہی وجہ ہوتی ہے کہ ہماری محبتیں ہماری طرح نامکمل رہ جاتی ہیں, بندے کی محبت زمین پر لا گراتی ہے اور واحد کی محبت آسمانوں تک لے جاتی ہے, اسی لیے ہمیں انسان کی محبت بڑا ذلیل کرواتی ہے یہ اصل میں ٹھوکر ہوتی ہے جو ہمیں لگتی ہے, یہی ٹھوکر وسیلہ ہوتا ہے ہمارا صراطِ مستقیم پر آنے کا, اس لیے انسان کو چاہیے کہ وہ ایک ٹھوکر پر ہی سنبھل جائے اور سب سے بڑی بات تو یہ ہے کہ آپ کا رب آپکو ایک بار گرا کے ہمیشہ کے لیے اُٹھانا چاہتا ہے اس کا مطلب سمجھتے ہیں؟ مطلب آپ اپنے رب کو یاد ہیں, اتنے گناہوں کے بعد بھی وہ آپکو سنبھانا چاہتا ہے۔

pagebord ers.org

شانِ صحابہ □

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ کے دور میں ایک شخص ملک شام سے سفر کرتا ہوا آیا اور اپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا کہ آپ امیر بھی ہیں یعنی مالدار بھی ہیں اور امیر بھی یعنی مسلمانوں کے سربراہ بھی ہیں۔

عرض کرنے لگا حضور میرے اوپر قرضہ چڑھ گیا ہے میری مدد کریں۔ تو آپ اس کو اپنے گھر لے گئے شخص کہتا ہے کہ باہر سے دروازہ بہت خوبصورت تھا لیکن گھر پر ایک چارپائی بھی نہ تھی کھجور کی چھال کی چٹائیاں بچھی ہوئی تھیں اور وہ بھی پھٹی ہوئی فرماتے ہیں سیدنا صدیق ابو بکر (رضی اللہ تعالی عنہ) نے مجھے چٹائی پر بٹھالیا اور مجھے کہنے لگے یار ایک عجیب بات نہ بتاؤں میں نے کہا بتائے تو عرض کرنے لگے تین دن سے میں نے ایک اناج کا دانہ بھی نہیں کھایا کھجور پر گزارا کرلیتا ہوں آجکل میرے حالات کچھ ٹھیک نہیں ہیں۔ تو شخص کہنے لگا حضور میں اب پھر کیا کروں میں تو بہت دور سے امید لگا کر آیا تھا۔

تو فرمانے لگے تو عثمان غنی کے پاس جا۔ شخص کہنے لگا مجھے تو بہت سارے پیسے چاہیے۔ تو آپ نے فرمایا تیری سوچ وہاں ختم ہوتی ہے جہاں سے عثمان کی سخاوت شروع ہوتی ہے تو جا ان کے پاس۔ شخص کہنے لگا آپ کا نام لوں کہ مجھے امیر المومنین نے بھیجا ہے تو فرمانے لگے اس کی ضرورت ہی نہیں پڑے گی۔

صرف اتنا بتانا کہ میں مقروض ہوں اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا نوکر ہوں۔ وہ شخص کہنے لگا کے وہ دلیل، حوالہ مانگیں گے فرمایا عثمان سخاوت کرتے وقت دلیل یا حوالے نہیں مانگتے۔ عثمان اللہ کی راہ میں دیتے ہوئے تفتیش نہیں کرتا، اور سخاوت کرتے وقت ٹٹولنا عثمان کی عادت نہیں۔

وہ شخص کہتا ہے کہ میں چلا گیا پوچھتے پوچھتے۔۔۔ دروازے پر دستک دی حضرت عثمان غنی کے اندر سے بولنے کی آواز آرہی تھی "اپنے بچوں کو ڈانٹ رہے تھے کہ یار تم لوگ دودھ کے اندر شہد ملا کر پیتے ہو، خرچا تھوڑا کم کرو اتنا خرچا بڑھا دیا ہے دودھ میٹھا شہد بھی مٹھا ایک چیز استعمال کرلو تم کوئی بیمار تھوڑی ہو۔"

شخص کہتا ہے میں نے کہا ابو بکر تو بڑی باتیں بتا رہے تھے یہاں تو دودھ اور شہد پر لڑائی ہو رہی ہے اور مجھے تو کئی ہزار دینار چاہیے کیا یہ دے گا۔ شخص کہتا ہے کہ میں ابھی یہ سوچ ہی رہا تھا کہ اندر سے دروازہ کھلنے کی آواز آئی۔

وہ باہر آئے اور میں نے کہا اسلام علیکم! انہوں نے سلام کا جواب دیا اور وہ سمجھ گئے کہ میں مسلمان ہوں اور مخاطب ہو کر کہنے لگے معاف کرنا بچوں کو ذرا ایک بات سمجھانی تھی آنے میں ذرا دیر ہوگئی۔ ان کا پہلا جملہ ان کے بڑے پن کا مظاہرہ کر رہا تھا پھر دروازہ کھولا اور مجھے انہوں نے گھر بٹھایا اور میرے لئے جو پہلی چیز پیش کی گئی وہ دودھ میں شہد ڈال کر دیا گیا اور پھر کھجور کا حلوہ پیش کیا۔

شخص کہتا ہے کہ میرے دل میں خیال آیا عجیب شخص ہے گھر والوں کے ساتھ جھگڑا کر رہے تھے ایک چیز استعمال کیا کرو میرے لیے تین تین چیزیں آگئی ہیں۔ لیکن ابھی میرا تصور جما نہیں تھا میں نے دل میں خیال کیا اتنا تگڑا نہیں جتنا ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے بتایا ہے۔ وہ شخص کہتا ہے کہ کھلانے پلانے کے بعد پوچھنے لگے کیسے آئے ہو؟

میں نے کہا کہ "میں مسلمان ہوں اور ملک شام کے گاؤں کا رہنے والا ہوں اور کچھ کاروباری مشکلات آئی تو مقروض ہو گیا ہوں اور میرے اوپر قرضہ ہے اور مجھے کچھ پیسوں کی حاجت ہے۔"

میں نے کچھ پیسے کہا تو انہوں نے ایک آواز دی تو ایک غلام اونٹ پر سامان لدا ہوا لیکر حاضر ہوا۔ شخص کہتا ہے کہ مجھے تین ہزار اشرفیاں چاہیے تھی۔ ابھی میں نے بتایا نہیں تھا کہ حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالی عنہ کہنے لگے کہ "اس اونٹ پر تیرے لیے تیرے گھر والوں کے لئے میں نے کپڑے اور کھانے پینے کا سامان اور 6000 اشرفیاں رکھوا دی ہے اور تو پیدل آیا تھا اب اونٹ لے کر جانا۔"

شخص کہنے لگا میں نے فوراً سے کہا حضور یہ اونٹ انہیں واپس کرنے کون آئے گا۔ حضرت عثمان فرمانے لگے واپس کرنے کے لیے دیا ہی نہیں یہ تحفہ ہے تو لے جا۔

شخص کہتا ہے کہ میں کہاں سے چلا تھا ڈھونڈتا ہوا اور پھر مدینے میں آیا اور جب مدینے میں آیا تو اللہ نے مجھے جھولی بھر کے عطا فرمایا کہتا ہے میری آنکھوں میں آنسوں آگئے اور میں نے کہا حضور آپ نے تو مجھے میری ضرورت سے کہیں بڑھ کر نواز دیا ہے معاف کیجئے گا میں سوچ رہا تھا دودھ شہد پر تو گھر میں لڑائی ہو رہی ہے۔۔۔

تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اللہ نے جو پیسے عثمان کو دیے ہیں وہ اس لئے نہیں دیے کہ عثمان کی اولادیں عیش مستی کرتی پھیریں ۔ میرے مالک نے مجھے نوازا ہے تاکہ میں محمد عربی صلی اللہ علیہ وسلم کہ نوکروں کی نوکری کروں۔

شخص کہتا ہے میں دروازے تک گیا تو میں نے کہا شکریہ!

کہتا ہے ابھی میں نے بتایا نہیں تھا کہ مجھے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے بھیجا ہے کہ آپ فرمانے لگے کہ شکریہ ابو بکر صدیق (رضی اللہ تعالی عنہ) کا ادا کرنا جس نے تجھے یہ راستہ دکھایا ہے۔

شخص کہتا ہے کہ میں نے کہا حضور آپ کو تو میں نے بتایا ہی نہیں کے مجھے۔۔۔۔ تو آپ رضی اللہ تعالی عنہہ مسکرا کر فرمانے لگے چھوڑو آپ کا کام ہو گیا اس تفصیلات میں نہ پڑو۔ (سبحان اللہ)

یہ شان ہے خدمت گاروں کی

سرکار کا عالم کیا ہو گا۔

پہلی تحریر

’’کس سوچ میں کھوئے ہو احسن!‘‘، سر شوکت، احسن کو خیالات کی دنیا سے باہر لے آئے۔ ’’کچھ نہیں سر!‘‘ اس نے اپنی بات کو ٹالنا چاہا، پھر سر شوکت کے اصرار پر اس نے بتایا کہ وہ کوئی تحریر لکھنے کے بارے میں سوچ رہا ہے۔

’’کیسی تحریر؟‘‘ سر نے اس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا۔

احسن نے بتایا: ’’میں پابندی سے ایک رسالہ پڑھتا ہوں اور اس رسالے پر تبصرہ بھی کرتا ہوں۔ اب سوچ رہا ہوں کہ کوئی تحریر لکھوں کہ شاید میں بھی چھوٹا موٹا ادیب بن جاؤں۔"

یہ سننا تھا کہ پوری کلاس قہقہے کی آواز سے گونج اُٹھی۔

سر شوکت صاحب نے تمام بچوں کو خاموش کرایا اور تعریف کے انداز میں بولے: ’’اس میں کون سی بُری بات ہے، پڑھائی کے ساتھ ساتھ دیگر سرگرمیوں میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لینا چاہیے۔"

سر شوکت نے بچوں کو سمجھاتے ہوئے مزید کہا: ’’اگر آپ لوگوں کا ساتھی اچھی سرگرمیوں میں حصہ لے رہا ہے تو اس کی حوصلہ شکنی کے بجائے حوصلہ افزائی کرنی چاہیے۔‘‘

پھر سر نے احسن کو مخاطب کر کے کہا: ’’بیٹا! اگر تمہاری تحریر شائع ہوئی تو میں تمہیں خصوصی انعام دوں گا۔"

سر شوکت کے اس مختصر تعریف بھرے الفاظ سے احسن کا حوصلہ مزید بڑھ گیا اور ہر سال میں تحریر لکھنے کا ارادہ کر لیا۔ کچھ دیر بعد چھٹی کی بیل بجی۔ تمام بچے اپنے بیگ کاندھوں پر لٹکا کر گھر کی طرف چل پڑے۔ اس کلاس میں شریر بچوں کا ایک گروپ بھی تھا۔

سر شوکت کے کلاس سے باہر جاتے ہی شریر گروپ کے سربراہ رافع نے سب ساتھیوں کو مخاطب کر کے شرارتی انداز میں کہا: ’’بچوں! اللہ نے ہمیں دو کان اس لئے دیے ہیں کہ ایک کان سے سن کر دوسرے سے نکال دو۔‘‘ شریر سردار کی یہ بات سن کر اس کے سارے چیلے ہنسنے لگے۔

احسن نے بھی اپنا بیگ اُٹھایا اور گھر کی طرف چل پڑا۔ جوں ہی وہ اسکول سے نکلا تو اس کے شریر کلاس فیلو رافع، نعمان اور فہیم نے اسے روکا اور کہا کہ آج تمہاری وجہ سے کلاس میں ہماری بے عزتی ہوئی ہے، لہٰذا اب تم سے بدلہ ہم پر واجب ہے۔

یہ کہتے ہوئے انھوں نے احسن کو مارنا شروع کر دیا۔مارنے کے بعد رافع نے یہ دھمکی بھی دی کہ اگر تم نے یہ بات سر کو بتائی تو ہم سے بُرا کوئی نہ ہوگا۔

احسن روتا ہوا گھر پہنچا۔احسن ایک یتیم لڑکا تھا۔وہ بچپن سے ماں باپ دونوں کی شفقت سے محروم ہو گیا تھا۔

اس کی تربیت نانی نے کی تھی اور وہ نانی کے گھر پر ہی رہتا تھا۔نانی نے جب اسے روتا ہوا گھر میں داخل ہوتے دیکھا تو وہ بے حد پریشانی ہو گئی۔اس نے اسے گلے لگایا اور پوچھا:''احسن بیٹا!کیا ہوا تمہیں؟کسی نے مارا ہے کیا؟''

احسن نانی کو کوئی جواب دیے بغیر کمرے میں چلا گیا اور چارپائی پر منہ چھپا کر لیٹ گیا۔

تھوڑی دیر بعد وہ نیند کی آغوش میں جا چکا تھا۔سو کر اُٹھا تو اس نے تمام واقعہ نانی کو بتا دیا۔نانی نے اسے دلاسہ دیتے ہوئے کہا:''بیٹا!دنیا میں اچھے لوگ کم ہونے کے باوجود بُرے لوگ پر غالب آتے ہیں۔اس لئے بیٹا!اچھائی کا راستہ کبھی مت چھوڑنا اور استادوں اور بڑوں کا کہنا مانتے رہنا،کامیابی تمہارے قدم چومے گی۔

احسن نے نانی کی نصیحت کو غور سے سنا اور ان باتوں پر عمل کرنے کا پختہ ارادہ کر لیا۔مہینے کی پہلی تاریخ ہوئی تو اسکول سے واپسی پر اس نے رسالہ خریدا اور گھر آکر رسالہ کھول کر اس نے صفحات پلٹنا شروع کیے۔اتنے میں اس کی نگاہ اپنی تحریر پر پڑی۔

اس کو اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ یہ واقعی اس کی اپنی تحریر ہے۔وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا۔

اس نے ماموں جان اور نانی جان کو رسالے میں اپنی تحریر دکھائی تو ماموں جان نے اسے سو روپے کا انعام دیا۔اگلے دن وہ رسالہ لے کر اسکول پہنچا اور کلاس میں سر شوکت صاحب کے سامنے رکھتے ہوئے پر اعتماد لہجے میں بولا:''سر!یہ دیکھیے آپ کے شاگرد کی محنت کا نتیجہ۔"

سر شوکت نے جب اس کی تحریر دیکھی تو وہ بے حد خوش ہوئے اور اس کی حوصلہ افزائی کرتے ہوئے کہنے لگے:''شاباش بیٹا!یہ ہوئی بات۔مزید محنت کرو۔ایک دن تم بڑے ادیب بنو گے اور میں تمہیں ہیڈ ماسٹر صاحب سے انعام دلواؤں گا۔''سر شوکت صاحب کے یہ تعریفی الفاظ سن کر شریر گروہ کے سربراہ رافع کے منہ پر تو ایسا لگ رہا تھا جیسے بارہ بج رہے ہوں۔

چڑیا کی تین نصیحتیں

ایک شخص نے چڑیا پکڑنے کے لئے جال بچھایا۔ اتفاق سے ایک چڑیا اس میں پھنس گئی اور شکاری نے اسے پکڑ لیا۔ چڑیا نے اس سے کہا۔ اسے انسان! تم نے کئی ہرن، بکرے اور مرغ وغیرہ کھاتے ہیں، ان چیزوں کے مقابلے میں میری کیا حقیقت۔

ذرا سا گوشت میرے جسم میں ہے اس تمہارا کیا بنے گا؟ تمہارا تو پیٹ بھی نہیں بھرے گا۔ لیکن اگر تم مجھے آزاد کو دو تو میں تمہیں تین نصیحتیں کروں گی جن پر عمل کرنا تمہارے لئے بہت مفید ہوگا۔ ان میں سے ایک نصیحت تو میں ابھی کروں گی۔

جبکہ دوسری اس وقت جب تم مجھے چھوڑ دو گے اور میں دیوار پر جا بیٹھوں گی۔ اس کے بعد تیسری اور آخری نصیحت اس وقت کروں گی جب دیوار سے اڑ کر سامنے درخت کی شاخ پر جا بیٹھوں گی۔ اس شخص کے دل میں تجس پیدا ہوا کہ نہ جانے چڑیا کیا فائدہ مند نصیحتیں کرے۔

اس نے چڑیا کی بات مانتے ہوئے اس سے پوچھا۔ تم مجھے پہلی نصیحت کرو، پھر میں تمہیں چھوڑ دوں گا۔ چنانچہ چڑیا نے کہا۔ میری پہلی نصیحت یہ ہے کہ ''جو بات کبھی نہیں ہو سکتی اس کا یقین مت کرنا۔ یہ سن کر اس آدمی نے چڑیا کو چھوڑ دیا اور وہ سامنے دیوار پر جا بیٹھی پھر بولی۔

میری دوسری نصیحت یہ ہے کہ جو با ہو جائے اس کا غم نہ کرنا'' اور پھر کہنے لگی۔ اے بھلے مانس تم نے مجھے چھوڑ کر بہت بڑی غلطی کی۔ کیونکہ میرے پیٹ میں پاؤ بھر کا انتہائی نایاب پتھر ہے۔ اگر تم مجھے ذبح کرتے اور میرے پیٹ سے اس موتی کا نکال لیتے تو اس کے فروخت کرنے سے تمہیں اس قدر دولت حاصل ہوتی کہ تم بہت بڑے رئیس بن جاتے۔

اس شخص نے جو یہ بات سنی تو لگا افسوس کرنے۔ اور پچھتایا کہ اس نے چڑیا کو چھوڑ کر اپنی زندگی کی بہت بڑی غلطی کی۔ اگر اسے نہ چھوڑتا تو میری زندگی سنور جاتی۔ چڑیا نے اسے اس طرح سوچ میں پڑے دیکھا تو اڑ کر درخت کی شاخ پر جا بیٹھی اور بولی۔

اے بھلے مانس! ابھی میں نے تمہیں پہلی نصیحت کی جسے تو بھول گئے کہ جو بات نہ ہو سکنے والی ہو اس کا ہرگز یقین نہ کرنا۔ لیکن تم نے میری اس بات کا اعتبار کر لیا کہ میں چھٹانک بھر وزن رکھنے والی چڑیا اپنے پیٹ میں پاؤ وزن کا موتی رکھتی ہوں۔

کیا یہ ممکن ہے؟ میں نے تمہیں دوسری نصیحت یہ کی تھی کہ جو بات ہو جائے اس کا غم نہ کرنا۔ مگر تم نے دوسری نصیحت کا بھی کوئی اثر نہ لیا اور غم و افسوس میں مبتلا ہو گئے کہ خواہ مخواہ مجھے جانے دیا۔ تمہیں کوئی بھی نصیحت کرنا بالکل بے کار ہے۔

تم نے میری پہلی دو نصیحتوں پر کب عمل کیا جو تیسری پر کرو گے۔ تم نصیحت کے قابل نہیں۔ یہ کہتے ہوئے چڑیا پھر سے اڑی اور ہوا میں پرواز کر گئی۔ وہ شخص وہیں کھڑا چڑیا کی باتوں پر غور و فکر کرتے ہوئے سوچوں میں کھو گیا۔

وہ لوگ خوش نصیب ہوتے ہیں جنہیں کوئی نصیحت کرنے والا ہو۔

ہم اکثر اپنے مخلص ساتھیوں اور بزرگوں کی نصیحتوں پر کان نہیں دھرتے اور اس میں نقصان ہمارا ہی ہوتا ہے۔ یہ نصیحتیں صرف کہنے کی باتیں نہیں ہوتی بلکہ دانائی اور دوسروں کے تجربات سے حاصل ہونے والے انمول اثاثے ہیں۔ جو یقینا ہمارے لئے مشعل راہ ثابت ہو سکتے ہیں اگر ہم ان پر عمل کریں۔

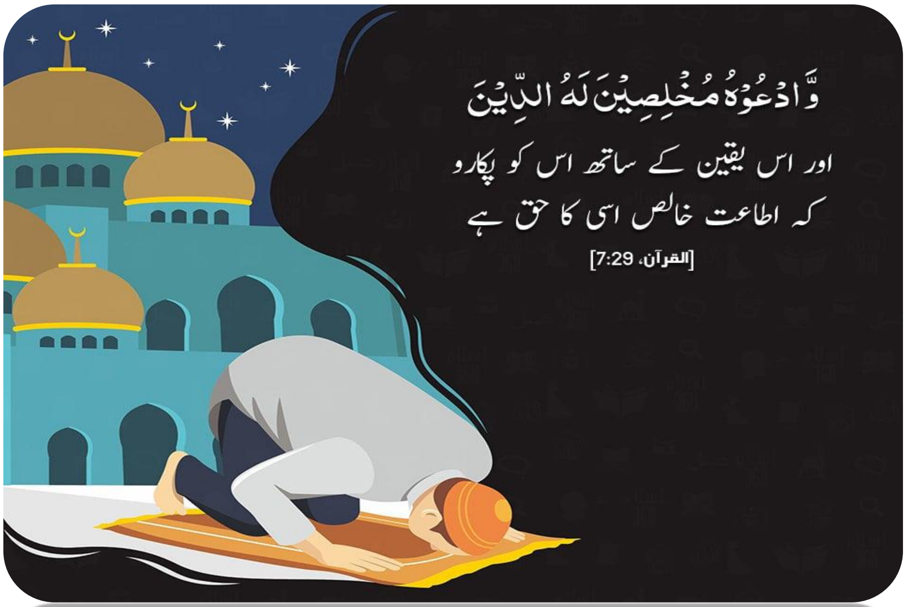

دانتوں نے کہا میرے اک روز زبان سے

دانتوں نے کہا میرے اک روز زبان سے   ہم دونوں کی نسبت ہے فقط ایک مکان سے

تم جتنی بے وفا ہو، باہر ہے بیاں سے   ہم دونوں کی نسبت ہے فقط ایک مکان سے

ہم کتنے وفا کار ہیں پوچھو یہ جہاں سے   تم نرم غذا جب کہیں پاتی ہو پیاری

تالو کی مدد سے سٹک جاتی ہو پیاری   انداز تمہارا پرانا ہے یہ جنم سے

جب کوئی سخت شے ہو تو مدد لیتی ہو ہم س ے   ہیں لذتیں دنیا کی ہمارے ہی کرم سے

ہم چاہیں تو ترس جاؤ تم جنبش کو قسم سے

سن کر یہ زبان بولی کہ بس ہوش میں آؤ   اب حد سے بڑھ گئے بہت باتیں نہ بناؤ

یہ زعم و غرور اپنا کہیں اور دکھاؤ   اعداد و شمار سے کسی اور کو ڈراؤ

ہل جاؤں غلط گر تو پڑے ہیں جان کے لالے   آباد مکانوں میں بھی پڑ جائیں گے تالے

سیدھی جو چلی میں تو گھر آباد ہوئے ہیں   ٹیڑھی جو ہوئی سینکڑوں برباد ہوئے ہیں

کچھ کہا ذرا مجھ سے چلی جاؤں گی اندر   بتیس کے بتیس نکل آؤ گے باہر

اہلِ قلم

اردو ادب کے عظیم افسانہ نگار سعادت حسن منٹو کو ہم سے بچھڑے 65 سال کا عرصہ بیت گیا مگر اُن کے افسانے، مضامین اور خاکے اردو ادب میں آج بھی نمایاں مقام رکھتے ہیں۔

اردو زبان میں مختصر کہانیوں اور جدید افسانے کے منفرد اور بے باک مصنف سعادت حسن منٹو 11 مئی 1912ء کو بھارتی ریاست پنجاب کے ضلع لدھیانہ میں پیدا ہوئے۔

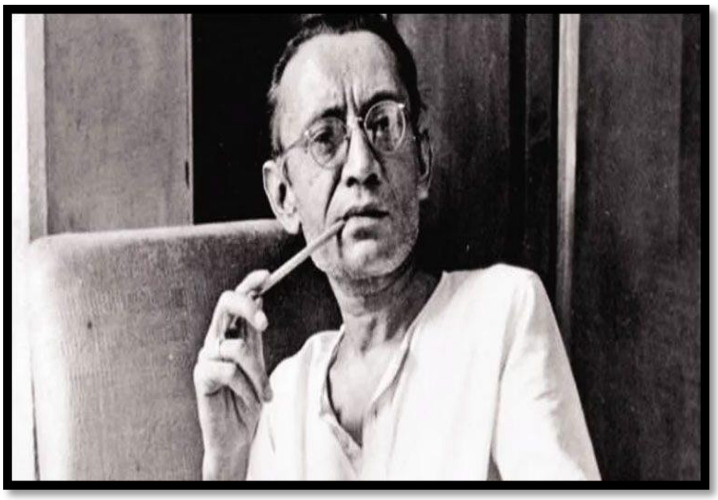

کشمیری النسل، خوبرو، فیشن ایبل، صاف ستھرے کپڑے زیب تن کرنے اور مخصوص سنہری فریم کا چشمہ لگانے والے منٹو اپنے عہد کے ادیبوں میں انتہائی نمایاں شخصیت کے مالک تھے، تاہم پاکستان آنے کے بعد انتہائی کسمپرسی کے حال میں دوستوں سے محروم اور دشمنوں کے نرغے میں گھرے ہوئے منٹو محض 43 سال کی عمر میں اس دارِ فانی کو الوداع کہہ گئے۔

منٹو کا قلم مخصوص طور پر تحلیلِ نفسی یا ذہنی ہیجانات اور فطرتِ انسانی کے امتزاج کی عکّاسی کرنے والا ایک ایسا نادر نمونہ تھا جس نے انہیں شہرت کے ساتھ ساتھ ذلت و رسوائی سے بھی دوچار کیا۔

معاشرے کو اس کی اپنی ہی تصویر دکھانے والے عکّاس کو اس کی بے ساختگی پر جو تازیانے کھانے پڑے وہ ایک انمٹ داستان ہیں لیکن اس بات سے کسی کو انحراف نہیں ہے کہ چھوٹے افسانوی نشتروں سے معاشرے کے پھوڑوں کی چیرہ دستی یا علاج کرنے والا یہ افسانہ نگار بیسویں صدی کی سب سے زیادہ متنازع فیہ شخصیت کا اعزاز یافتہ مصنف تھا جس نے طوائفوں پر، دلالوں پر اور انسانی فطرت پر قلم اٹھایا جس کا مقابلہ ڈی ایچ لارنس سے کیا جا سکتا ہے اور ڈی ایچ لارنس کی طرح منٹو نے بھی ان موضوعات کو مخصوص طور پر ابھارا جو ہندو پاک کی سوسائٹی میں معاشرتی طور پر گناہ تصوّر کیے جاتے تھے۔

منٹو کے مضامین کا دائرہ معاشرتی تقسیم زر کی لاقانونیت اور تقسیمِ ہند سے قبل اور بعد میں ہونے والی انسانی حقوق کی پامالی پر رہا اور اسی طرح مزید متنازع فیہ موضوعات پر کھل کر ان قلم رقم طراز ہوتا رہا جن پر کئی بار انہیں عدالت کے کٹہرے تک بھی جانا پڑا مگر قانون انہیں کبھی سلاخوں کے پیچھے نہیں بھیج سکا۔

سعادت حسن منٹو کا ہمیشہ یہی کہنا رہا کہ ''میں معاشرے کے ڈھکے ہوئے یا پس پردہ گناہوں کی نقاب کشائی کرتا ہوں جو معاشرے کے ان داتاؤں کے غضب کا سبب بنتے ہیں اگر میری تحریر گھناؤنی ہے تو وہ معاشرہ جس میں آپ لوگ جی رہے ہیں وہ بھی گھناؤنا ہے کیونکہ میری کہانیاں اُسی پردہ پوش معاشرے کی عکّاس ہیں، منٹو کی کہانیاں اکثر مزاح کے پہلو میں معاشرتی ڈھانچے کی پیچیدگیوں کی تضحیک کرتی محسوس ہوتی ہیں''۔

ان کے تحریر کردہ افسانوں میں چغد، سیاہ حاشیے، لاؤڈ اسپیکر، ٹھنڈا گوشت، کھول دو، گنجے فرشتے، شکاری عورتیں، نمرود کی خدائی، کالی شلوار اور یزید بے پناہ مقبول ہیں۔

اپنی عمر کے آخری سات سالوں میں منٹو دی مال لاہور پر واقع بلڈنگ دیال سنگھ مینشن میں مقیم رہے۔ جہاں اپنی زندگی کا آخری دور انہوں نے انتہائی افسوس ناک حالت میں گزارا۔ شراب نوشی کی وجہ سے ان کا جگر بے حد متاثر ہو چکا تھا اور آخر کار 18 جنوری 1955 کی ایک سرد صبح ہندو پاک کے تمام اہلِ ادب نے یہ خبر سنی کہ اردو ادب کو تاریخی افسانے اور کہانیاں دینے والا منٹو خود تاریخ کا حصہ بن چکا ہے۔ انہوں نے اپنے پسماندگان میں بیوی صفیہ اور تین بیٹیاں چھوڑی تھیں۔

سعادت حسن منٹو کی پچاسویں برسی پر حکومتِ پاکستان نے ان کی ادبی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے ان کی یاد میں پانچ روپے مالیت کا ڈاک ٹکٹ شائع کیا تھا۔

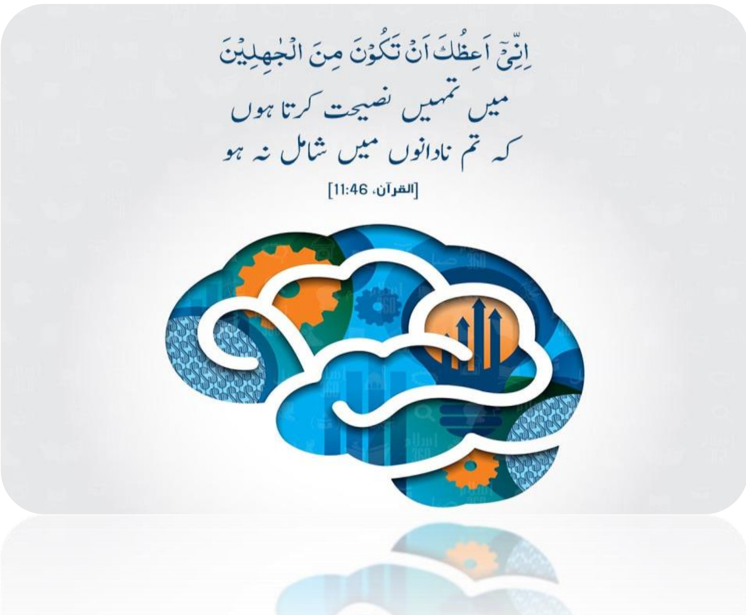

پراسرار

ذکر کیا گیاہے کہ حضرت جنید بغدادی □ نے حضرت معاویہ ابن ابی سفیان □ کی خدمت میں لکھا کہ مجھے ان سوالات کے جوابات بتاؤ

☆اس ایک کے متعلق بدلاؤ جس کا ثانی نہ ہو؟

وہ ایک جس کا ثانی نہ ہو اللہ سبحانہ وتعالی کی ذات ہے۔

☆وہ دو جن کا تیسرا نہ ہو؟

رات اور دن۔

☆وہ تین جن کا چوتھا نہ ہو؟

تین طلاقیں۔

☆وہ چار جن کا پانچواں نہ ہو؟

چار مذاہب۔

☆وہ پانچ جن کا چھٹا نہ ہو؟

پانچ فرض نمازیں۔

☆وہ چھ جن کا ساتواں نہ ہو؟

مجھے چھ دن ہیں جن میں اللہ تعالی نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا۔

☆وہ سات جن کا آٹھواں نہ ہو؟

ہفتے کے سات دن۔

☆وہ آٹھ جن کا نواں نہ ہو؟

روز قیامت عرش کو اٹھانے والے فرشتے۔

☆وہ نو جن کا دسواں نہ ہو۔

نو آدمیوں کی جماعت ہے جن کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے

"اور (حضرت صالح علیہ السلام کی) بستی میں نو شخص تھے جو سرزمین میں فساد کیا کرتے تھے اور اصلاح نہ کرتے تھے۔

☆وہ دس جن کا گیارہواں نہ ہو؟

اللہ کا ارشاد ہے قسم ہے فجر کی اور دس راتوں کی۔

☆وہ گیارہ جن کا بارہواں نہ ہو؟

حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی۔

☆وہ بارہ جن کا تیرہواں نہ ہو؟

سال کے بارہ مہینے۔

☆وہ تیرہ جن کا چودھواں نہ ہو؟

حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب ہے جس میں انھوں نے گیارہ ستارے سورج اور چاند کو سجدہ کرتے ہوئے دیکھا۔

☆اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کلمہ کونسا ہے؟

اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ محبوب کلمہ بندے کی طرف سے لا الہ اللہ کہنا ہے۔

☆وہ جگہ جس نے سورج کی روشنی کو تمام زمانوں میں صرف ایک مرتبہ دیکھا؟

دریائے نیل کی وہ زمین جب وہ حضرت موسی علیہ السلام کے لیے (فرعونیوں کو غرق کرنے کو) ہٹی تھی۔

☆وہ چیز جو سانس لیتی ہو مگر نہ تو اس کی روح ہو، نہ گوشت، نہ خون؟

"صبح" اللہ کا ارشاد ہے قسم ہے صبح کی جب وہ سانس لیتی ہے

☆وہ نبی کہ اس جیسا کام کرنے سے اللہ تعالی نے اپنے نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو منع کیا ہو؟

حضرت یونس علیہ السلام۔

☆وہ شے جس نے نہ کوئی چیز جنی ہو اور نہ وہ کسی سے جنی گئی ہو لیکن اگر زندہ رہتی تو اس کی اولاد ہوتی؟

حضرت اسماعیل علیہ السلام کا دنبہ ہے جو جنت سے آیا تھا۔

☆وہ شے جو زمین پر موجود ہو مگر جنت کی ہو؟

حجر اسود

ENGLISH VOCABULARY

LIKES & DISLIKES IN ENGLISH

EXPRESSING LIKES

- I ADORE
- I REALLY LIKE
- I LOVE
- I'M INTO (something)
- I'M REALLY/VERY/QUITE INTERESTED IN
- I HAVE A SOFT SPOT (for somebody)
- I'M QUITE KEEN ON
- I THINK ... IS/ARE BRILLIANT/GREAT

EXPRESSING DISLIKES

- I'M NOT KEEN ON ...
- I DETEST ...
- I HATE ...
- I LOATHE ...
- I CAN'T STAND ...
- I CAN'T BEAR ...
- I THINK ... IS/ARE BORING/ANNOYING

PHRASES TO SAY SOMETHING IS OK

- I THINK ...IS/ARE ALRIGHT

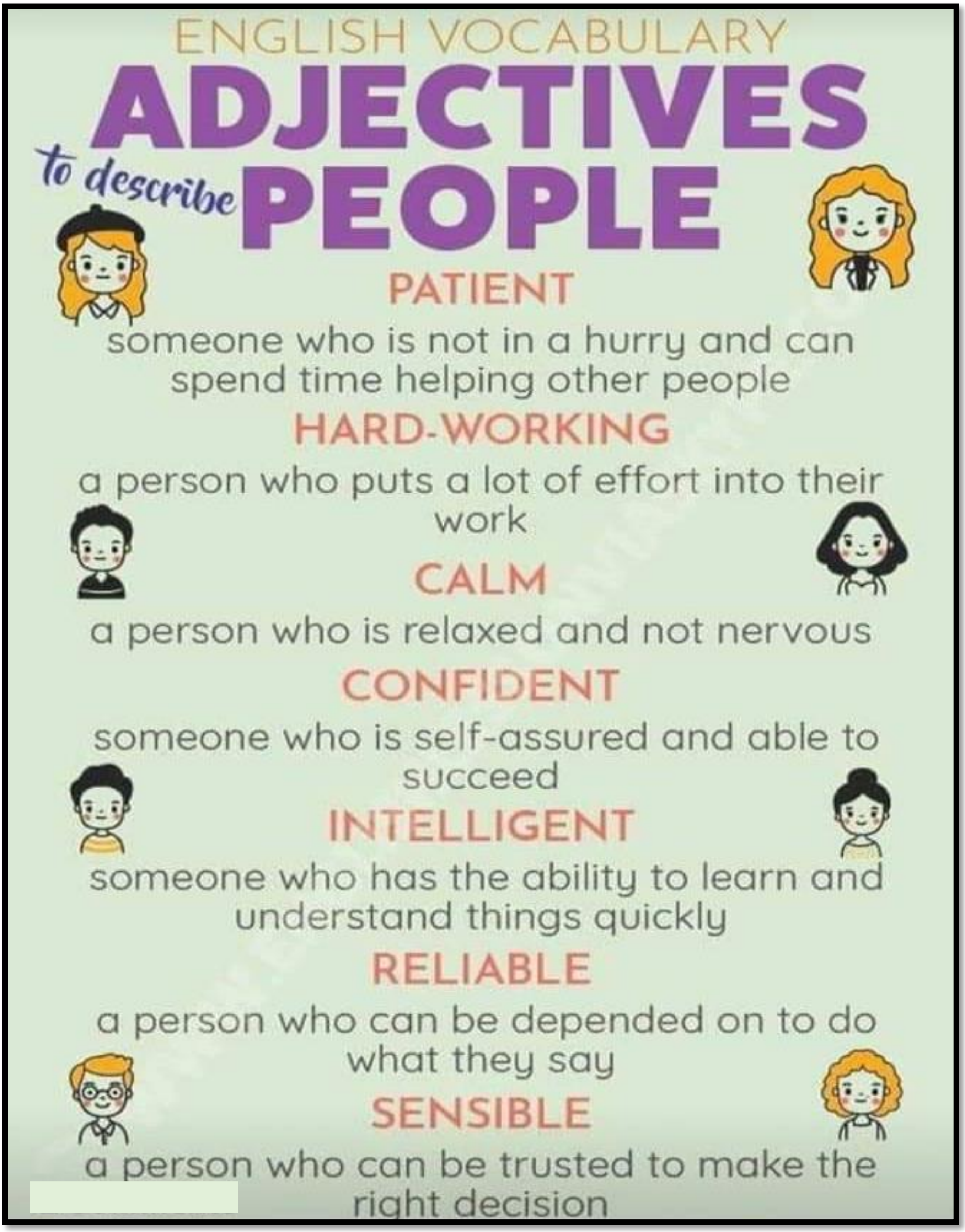
ENGLISH VOCABULARY
ADJECTIVES
to describe PEOPLE
PATIENT
someone who is not in a hurry and can spend time helping other people
HARD-WORKING
a person who puts a lot of effort into their work
CALM
a person who is relaxed and not nervous
CONFIDENT
someone who is self-assured and able to succeed
INTELLIGENT
someone who has the ability to learn and understand things quickly
RELIABLE
a person who can be depended on to do what they say
SENSIBLE
a person who can be trusted to make the right decision

ENGLISH VOCABULARY

VOCABULARY

to describe PLACES

TOURISTY
places that are too busy and usually with inflated prices

COSMOPOLITAN
places that are occupied and visited by people from all nationalities

QUAINT
places that are interestingly old fashioned or odd

MEDIEVAL
with the charm of an ancient city with the spirit of the middle ages

CONTEMPORARY
modern cities with high skyscrapers and glass buildings

LIVELY
places that are full of life, lots of activities both during the day and at night

BUSTLING
places that are full of people, trade and business which is active all day

ENGLISH VOCABULARY

IELTS SPORTS VOCABULARY

MEMORABILIA

Items linked to a sport that people like to collect such as jerseys, bats, photos, caps

SPECTATORS

people who watch a sport

AMATEUR

a person who takes part in a sport and receives no money or payment

TO BREAK A RECORD

to beat a previous time in a sporting event

UMPIRE (REFEREE)

an official usually in the centre of the field who ensures that the rules are obeyed and followed

TROPHY

a prize that teams or individuals compete for in their different sports

TO DROP OUT

to stop participating in a race or competition

طبِ نبوی ﷺ

☆ میتھی کے طبّی فوائد!

میتھی کو عربی میں حلبۃ کہتے ہیں۔ روایت ہے کہ ایک بار آپ ﷺ حضرت سعد بن ابی وقاص ؓ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے تو فرمایا کہ کسی ماہر طبیب کو بلا لائو چنانچہ حارث بن کلدہ کو بلایا گیا۔ اس نے ان کو دیکھ کر کہا کہ کوئی خطرے کی بات نہیں ہے ان کے نسخہ میں میتھی کو تازہ عجوہ کھجور کے ساتھ جوش دیا جائے اور اسی کا حریرہ ان کو دیا جائے۔ چنانچہ یہی کیا گیا تو یہ شفایاب ہو گئے۔ حضرت قاسم بن عبدالرحمٰنؒ سے روایت کی جاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میتھی کے ذریعہ شفاء حاصل کرو۔

میتھی کھانوں کی رونق ہے لین طب میں اسکو کئی امراض میں استعمال کیا جاتا ہے۔ اسکا جوشاندہ، حلق، سینہ اور شکم کو نرم کرتا ہے کھانسی، خشونت اور دمہ تنگی تنفس کو دور کرتا، قوت باہ بڑھاتا ہے، ریاح، بلغم، بواسیر کے لئے نہایت مجرب دوا ہے۔ آنتوں میں رکے ہوئے فضلہ کو نیچے لاتا ہے اور سینے کے لیس دار بلغم کو تحلیل کر کے باہر نکالتا ہے۔ پیٹ کے پھوڑوں اور پھیپھڑے کی بیماریوں میں نافع ہے۔

☆ زیتون کے طبّی فوائد!

زیتون کا تیل طبّی لحاظ سے بہت فائدہ مند ہے، زیتون کے تیل میں موجود بھاری مقدار میں میکرو نیوٹریشن، فیٹی ایسڈ اور وٹامن موجود ہوتے ہیں جو اسے ایک صحت مند غذا بناتی ہے۔ نہار منہ ایک کھانے کا چمچ زیتون کا تیل کو پینا اپنے اندر بے شمار فوائد سموئے ہوئے ہے۔

خالی پیٹ زیتون کے تیل کا ایک چمچ پینا ان خلیات کو نقصان سے بچاتا ہے جو کینسر کا باعث بن سکتے ہیں، اسی طرح یہ آنتوں کے نظام کو ٹھیک کر کے قبض سے نجات دلانے میں بھی مددگار ثابت ہوتا ہے۔

زیتون کے تیل کی مدد سے ذیابیطس، کولیسٹرول اور بلڈ گلوکوز کی سطح کم ہوتی ہے جس کا یہ مطلب ہوا کہ ذیابیطس کے مریضوں کیلئے یہ غذا کافی فائدہ مند ثابت ہو سکتی ہے۔

زیتون کا تیل جسمانی ورم میں کمی کے لیے درد کش ادویات کی طرح ہی کام کرتا ہے، ایک تحقیق کے مطابق کچھ کھانے کے چمچ زیتون کا تیل کسی درد کش دوا جتنا اثر رکھتا ہے اور یہ قدرتی علاج ہے جس کا کوئی نقصان نہیں۔

معدے کی تیزابیت اور سینے کی جلن کا علاج

معدے میں تیزابیت اس وقت ہوتی ہے جب گیسٹرک گلینڈز میں تیزابی سیال کی سطح بڑھ جاتی ہے جو کہ گیس، سانس میں بو، پیٹ میں درد اور دیگر امراض کا باعث بنتی ہے۔

عام طور پر معدے میں تیزابیت کی وجہ کھانے کے درمیان طویل وقفہ، خالی پیٹ ہونا یا بہت زیادہ چائے، کافی یا تمباکو نوشی کا استعمال وغیرہ ہوتا ہے۔

جب تیزابی سیال معمول سے زیادہ ہو جائے تو سینے میں جلن یا تیزابیت کا احساس ہوتا ہے۔

مگر کیا آپ کو معلوم ہے کہ کچن میں ہر وقت موجود رہنے والی چند چیزیں معدے کی تیزابیت سے نجات دلا سکتی ہیں؟

سونف

کچھ ماہرین کی رائے ہے کہ کھانے کے بعد کچھ مقدار میں سونف چبانا معدے میں تیزابیت کی روک تھام میں مدد دیتا ہے۔ سونف کی چائے غذائی نالی کو صحت مند رکھتی ہے جبکہ یہ مشروب بد ہضمی اور پیٹ پھولنے کے خلاف بھی فائدہ مند ہے۔

دار چینی

یہ مصالحہ معدے کی تیزابیت کے خلاف کام کرتا ہے اور معدے کی صحت ہاضمے اور غذا کو جذب کرنے میں مدد دے کر کرتا ہے۔

معدے میں تیزابیت کو دور کرنے کے لیے دار چینی کی چائے مفید ثابت ہوتی ہے۔

لونگ

لونگ قدرتی طور پر غذائی نالی میں گیس کو پیدا ہونے سے روکتی ہے، الائچی اور لونگ کو کچل کر کھانا بھی معدے میں تیزابیت کا علاج کرتا ہے اور سانس کی بو سے بھی نجات دلاتا ہے۔

زیرہ

زیرہ بھی معدے میں تیزابیت کو معمول پر رکھنے میں مددگار مصالحہ ہے جو کہ ہاضمے میں مدد دینے کے ساتھ پیٹ کے درد کو بھی کم کرتا ہے۔ ایک چائے کا چمچ زیرہ ایک کپ ابلتے ہوئے پانی میں ڈال کر ہر کھانے کے بعد کھانا عادت بنالیں۔

ادرک

ادرک کے متعدد طبّی فوائد ہیں، یہ ہاضمے کے لیے بہترین اور ورم کش ہوتی ہے۔ معدے کی تیزابیت کم کرنے کے لیے ایک ٹکڑا ادرک چبالیں یا کچھ مقدار میں ادرک ابلتے ہوئے پانی کے کپ میں ڈالیں اور پی لیں۔

ناریل کا پانی

جب ناریل کا پانی پیا جاتا ہے تو تیزابی سطح الکلائن میں بدل جاتی ہے، جبکہ ایسے جز کی مقدار بھی معدے میں بڑھتی ہے جو اسے اضافی تیزابیت کے نقصان دہ اثرات سے بچاتا ہے۔ یہ پانی چونکہ فائبر سے بھرپور ہوتا ہے اس لیے تیزابیت کو ابھرنے سے روکتا بھی ہے۔

کیلا

کیلے میں ایسے اجزاء ہوتے ہیں جو تیزابیت کو پھیلنے سے روکتے ہیں۔ یہ معدے کی تیزابیت سے نجات کے لیے انتہائی آسان ٹوٹکا ہے، یعنی روزانہ صرف ایک کیلا کھانا بھی تیزابیت سے ہونے والی تکلیف کی روک تھام کرتا ہے۔

سینے کی جلن کا باعث بننے والی غذا سے اجتناب

سینے میں جلن کا باعث بننے والی چیزوں میں کافی، چاکلیٹ، سوڈا، گوشت، دودھ، مصالحے دار کھانے، تلے ہوئے کھانے اور تیزابی کھانے شامل ہیں۔ تو ان کو مکمل طور پر تو چھوڑا نہیں جا سکتا تاہم معتدل مقدار میں استعمال کرنا ضرور بہترین ثابت ہوتا ہے۔

رات گئے کھانے سے گریز کریں

کھانے کے کچھ دیر بعد سونے کے لیے لیٹ جانے پر جلن کا احساس ہوتا ہے؟ تو اس کی وجہ یہ کھانا اور معدے میں موجود ایسڈ ہضم ہونے کے مرحلے گزر رہا ہوتا ہے، جب آپ لیٹ جاتے ہیں یہ غذائی نالی میں آجاتا ہے۔ کھانے کے کم از کم دو گھنٹے بعد سونے کو عادت بنائیں تاکہ کھانا ہضم ہو سکے۔

انمول موتی

☆حقیقی خوبصورتی کا سرچشمہ دل ہے اگر یہ سیاہ ہے تو چمکتی ہوئی آنکھیں بھی کوئی کام نہیں کر سکتے۔

☆ستارے آسمان کا زیور ہے اور تعلیم یافتہ انسان زمین کی زینت ہیں۔

☆عطر لگا کت کپڑوں کو مہکانا بڑی بات نہیں مزہ تو تب ہے کہ کردار سے خوشبوؤ آئے۔

☆خوردبین سے بھی وہ چیز نظر نہیں آتی جو آنسوؤں سے عیاں ہوتی ہے۔

☆زندگی ایک ایسا پودا ہے جس میں بے پناہ کانٹے ہیں اور کہیں کوئی ایک آدھ پھول ہے جو ہر طرف کانٹوں میں گھرا ہوا ہے۔

☆خوشی کے پھول سے زیادہ پیار مت کرو کہ اس کی پنکھڑیوں سے غموں کا رس ٹپکنے لگتا ہے۔

☆دوستی کی کوئی زبان نہیں ہوتی لیکن اس کے معنی بہت ہوتے ہیں۔

☆تجربہ وہ کنگھی ہے جو وقت کے بال گر جانے کے بعد نصیب ہوتی ہے۔

☆علم کی طاقت سے ہتھیاروں سے لیس دشمنوں سے بھی مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔

☆وقت سب کو ملتا ہے زندگی بدلنے کے لیے **لیکن** زندگی دوبارہ نہیں ملتی وقت بدلنے کے لیے۔

کھانا کیا ہے؟

انسان نے اپنے لیے بہت زیادہ مشکل اور دشوار روٹین بنائی ہے۔ وہ صبح سے شام اپنی مختلف سرگرمیوں میں ملوث رہتا ہے۔ مصروفیت کی وہ حد ہوتی ہے کہ اللہ تک کو بھول جاتا ہے۔

انہی مصروفیات کی وجہ سے وہ اکثر اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرنا نظر انداز کر دیتا ہے۔ صبح اٹھتے ہی نئی زندگی اور پل پل بدلتی نئی سانسوں اور لمحہ بہ لمحہ رواں دھڑکنوں سے لے کر رات کو سوتے وقت نیند کی بھرپور نعمتیں شامل ہیں۔ لیکن وہ اتنا مصروف ہے کہ اپنی ایک دھڑکن جو سالم سلامت اور مکمل چل رہی ہے اس کے لیے نہ آسمان کی طرف دیکھتا ہے اور نہ زمین کی طرح۔ وہ خود کی حالت تک پر غور کرنے سے قاصر ہے۔

ایسے میں کھانا ایک واحد نعمت ہے جو اسے تھالی میں پروس کر دی جاتی ہے۔ جذبات اور محبت کی آنچ پہ پکنے والے مختلف کھانے جن کے ایک ایک جز میں ذائقہ اور لذت رچی بسی ہوتی ہے۔ یہ غافل انسان اسے دیکھنے سے بھی عاجز ہے۔

وہ پھل جو کاٹ کاٹ کر وہ منہ بھر مٹھاس لیتا ہے۔ اس کی تعریف میں بنانے والی کے لیے کوئی جملہ نہیں۔

ذرا غور تو کریں۔ کیا نہیں ہوتا۔ دھرتی کا سینہ چھیر کر نکلنے والی گندم کی ڈالی، دھوپ میں پکنے کے بعد دانے دانے کو علیحدہ کرنے والی ڈنڈی جب دانے اگلتی ہے تو وہی دانے پیس پیس کر مشینوں سے گزرتے ہیں۔ مشینوں سے گزرنے کے بعد وہی نرم گرم آٹا محبت کے پانی سے گوندا جاتا ہے پھر بیل کر نرم اور تازی روٹی بنائی جاتی ہے۔ لیکن ایک مصروف انسان کے پاس اس خوبصورت اور دشوار سفر کے بارے میں سوچنے کا وقت نہیں۔ وہ اپنی ماں، بہن اور بیوی کو "کچی روٹی، جلی روٹی، بھدی روٹی، ٹیڑھی روٹی" کہتا نظر آتا ہے۔

وہ قدرت کے اس سفر کو بھول بھال کر صرف اس نکتے کو دیکھتا ہے جو اس کے مطلب کا ہے یا جو اس کے پاس نہیں ہے۔

کھانا واحد ایک ایسی نعمت ہے جو اپنے ہر جز کو بڑھا کر بیان کرتا ہے جو کھانے والے کو بتاتا ہے کہ میں نمک ہوں۔ میں مرچ ہوں۔ میں زیرہ ہوں اور یہ پرفیکٹ کھانا تم کھا رہے ہو، ان سب اجزا سے مل کر بنا ہے۔ اور یہ سارے اجزا نعمتیں ہیں۔ اور ان نعمتوں کو اللہ نے پیدا کیا ہے۔ اس لیے جب تم کھانے کے لیے بیٹھو، کھانا تمہارے سامنے ہو تو ذرا گن لیا کرو ان تمام چیزوں کو

جس نے تمہارے کھانے کو لذیذ بنایا ہے۔ پھر ان چیزوں کا شکر ادا کرو کیونکہ شکر ایک بڑے کارنامے یا ایوارڈ تک نہیں ہے کہ جب وہ ملے گا تب شکر ادا کریں گے۔

اللہ کا شکر ادا کرنے کو ایک چیز سے مت جوڑیں کہ بھئی جب میں امیر ترین ہو جاؤں گا تب شکر ادا کروں گا۔ آپ کا شکر ابھی ضروری ہے جب آپ کے پاس کچھ نہیں۔

اللہ کے لیے آپ کا شکر ابھی معنی رکھتا ہے۔ جب آپ امیر ہو جائیں گے تو وہ شکر ویسا ہی ہوگا جیسے ہم ایک دوسرے کو زبانی کلامی شکریہ کہتے ہیں۔

اللہ نے ہر چیز دی ہے اور جو جو دیا ہے چاہے جسم ہے، خوبصورتی ہے، صحت ہے، دولت ہے، رشتے ہیں، دوست ہیں، کپڑے، کھانا، جوتے، چھت اور عزت ہے تو بس اور کیا چاہیے۔

مقصد یہ کہ انسان بہت مصروف ہے۔ وہ اپنے روزمرہ میں موجود نعمتوں کو نہیں دیکھتا لیکن کھانا ایک واحد چیز ہے جسے وہ بغور دیکھ سکتا ہے لیکن پھر وہی بات مصروفیت ہی اتنی ہے کہ اس کھانا دینے والے کا شکر ادا نہیں کرتا۔

اس لیے اللہ کا ہر چیز کے لیے شکر ادا کریں اور یقین کریں اس نے آپ کو جس حالت میں رکھا ہے وہ بہترین ہے۔ آپ اس حالت کے مستحق ہیں اور آپ کو جو اللہ نے دیا ہے کافی ہے بہتر اور بہترین ہے۔ کھانا کیا ہے؟ مختلف نعمتوں کا ملاپ جنہیں دیکھ کر ہمیں شکر ادا کرنا چاہیے۔

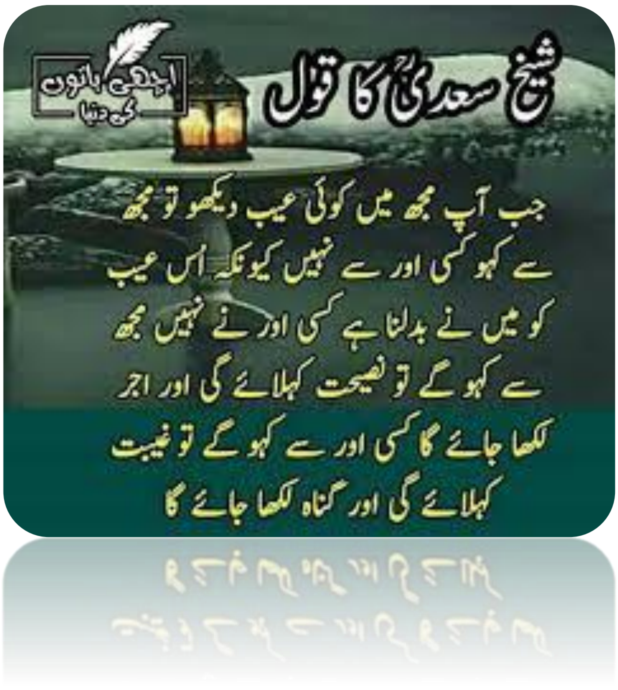

احتیاط لازم ہے

☆ٹریفک حادثات سے بچنے کے حفاظتی اقدمات واحتیاطی تدابیر:

کراچی جیسا شہر جہاں ملک کے سب سے زیادہ پڑھے لکھے لوگ اپنی نجی گاڑیاں خود چلاتے ہیں، قانون کی صبح و شام کھلی خلاف ورزیاں کرتے ہیں اور یہی قانون کی خلاف ورزیاں پھر حادثات پر منتج بھی ہوتی ہیں۔ کہتے ہیں کہ سڑکوں پر چلتے ٹریفک سے کسی قوم کے کلچر اور مزاج کا اور ان کے شعور کا بخوبی اندازہ کیا جاسکتا ہے، یقیناً یہ بات کراچی جیسے شہر پر بھی صحیح ثابت ہوتی ہے۔

ٹریفک جام کا ایک بڑا سبب اس شہر کے بیشتر لوگوں کا جلدی کرنے اور دوسرے کے حق کو روندتے ہوئے اپنی گاڑی نکالنے کی کوشش کرنا ہے اور یہ سب کچھ اس خطرناک انداز میں کیا جاتا ہے کہ لوگ حادثات کا شکار ہو کر گرتے رہتے ہیں، کچھ دیر کو ایک مجمع جائے حادثہ پر جمع ہوتا ہے اور پھر چند منٹوں بعد سب کچھ رواں دواں ہو جاتا ہے جیسے کچھ ہوا ہی نہیں، لیکن شہر کے سول جیسے بڑے اسپتال کے گیٹ پر آپ کھڑے ہو جائیں تو معلوم ہو گا کہ ہر 5 منٹ بعد کوئی نہ کوئی چیختی چلاتی ایمبولینس حادثے میں زخمی ہونے والے افراد کو لا رہی ہوتی ہے۔

صبر و تحمل کا مزاج جہاں زندگی کے دیگر شعبوں میں ختم ہو کر رہ گیا ہے وہیں سڑکوں پر گاڑیاں دوڑاتے لوگوں میں بھی صبر و تحمل مشکل سے ہی نظر آتا ہے، منزل پر محض پانچ دس منٹ پہلے پہنچنے کے لیے وہ رسک لیا جاتا ہے کہ جس میں حادثہ ہو جائے تو کم از کم پانچ چھ ماہ بیڈ ریسٹ کرنا پڑتا ہے۔ یہی کچھ حال گاڑیوں کے پارک کرنے کے حوالے سے بھی دیکھا جاسکتا ہے، ہم میں سے ہر دوسرا شخص اس قدر جلدی میں دکھائی دیتا ہے کہ کبھی لب سڑک اور کبھی بیچ سڑک ہی گاڑی روک کر خریداری شروع کر دیتا ہے۔ ایسی غلط پارکنگ کے باعث شاپنگ سینٹر اور بازاروں کے قریب خاص کر ٹریفک جام ہو جاتا ہے۔ غور طلب بات یہ ہے کہ ہم سب مل کر صبح و شام ٹریفک جام کرنے میں اپنا اپنا کردار تندہی سے انجام دے رہے ہوتے ہیں مگر یہ بھول جاتے ہیں کہ اس ٹریفک جام کے باعث ایمبولینس بھی مریضوں کو بروقت اسپتال نہیں پہنچا سکتی۔ غلط اوور ٹیکنگ اور ہارن کا غلط استعمال تو کوئی جرم ہی نہیں سمجھا جاتا۔

بہر کیف ایک اور خطرناک بات جس کی طرف توجہ دلانا نہایت اہم ہے وہ نو عمر اور کم عمر بچوں کو موٹر سائیکل اور گاڑیاں چلانے کے لیے والدین کی طرف سے آزادی دینا ہے۔ کم از کم کراچی جیسے بڑے شہر میں یہ ایک خطرناک ترین غلطی ہے جس کے

باعث خود ان نو عمروں کی جان خطرے میں پڑ جاتی ہے۔ راقم کے ایک محلے دار نے شادی کی تقریب میں جاتے ہوئے موٹر سائیکل پر تو اپنے نو عمر بیٹے اور بچوں کو سوار کرا دیا اور خود کار میں شادی ہال جانے لگے۔ بیٹے نے شو بازی کرتے ہوئے شادی کی کار سے آگے پیچھے موٹر سائیکل دوڑانا شروع کر دی اور ایک غلطی کے باعث حادثہ ہو گیا جس میں بچہ ہلاک اور لڑکے کی ریڑھ کی ہڈی میں فریکچر ہو گیا۔ ایک اور واقعے میں دو نوجوان لڑکے کار کی ریس لگاتے ہوئے تیز رفتاری کا مظاہرہ کر رہے تھے، انھوں نے ہمارے ایک عزیز کو جو سڑک کنارے رکشے کے انتظار میں تھے ایسی ٹکر ماری کہ وہ دو فرلانگ دور جا گرے اور ان کے ہاتھ پاؤں کی ہڈیوں میں فریکچر ہو گیا۔ ایک اور واقعے میں گیارہویں جماعت کا لڑکا اپنی سالگرہ کے دن اپنے دوستوں کو لے کر کیک خریدنے جا رہا تھا اور دوستوں کو دکھانے کے لیے اتنی تیز کار چلائی کہ کار چلتے چلتے الٹ گئی، دوست تو زخمی ہو گئے مگر وہ خود سالگرہ والے دن ہلاک ہو گیا۔

ایسے نہ جانے کتنے واقعات ہیں۔ کہنے کا مقصد صرف یہ ہے کہ ٹریفک حادثات میں ہونے والے جانی و مالی نقصانات کو نظر انداز نہ کیا جائے، حادثات میں ہلاک و زخمی ہونے والوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، ہم ڈینگی وائرس کے سبب گنتی کی ہلاکتوں پر احتیاطی تدابیر کے لیے بھاگتے پھرتے ہیں، کیا اتنی بڑی تعداد میں ہونے والے نقصانات سے بچنے کے لیے صبر و تحمل سے ڈرائیو نہیں کر سکتے؟ صبر و تحمل اور قانون کو اپنا کر ڈینگی اور بم دھماکوں سے بھی خطرناک حملوں (حادثات) سے بچا جا سکتا ہے۔ آیئے آج سے عہد کریں اور ان باتوں پر عمل کریں کہ

۱: موٹر سائیکل بغیر ہیلمٹ کے نہ چلائیں گے اور چین کور بھی مکمل طور پر لگا کر رکھیں گے کیونکہ اکثر اوقات خواتین کے دوپٹے یا کپڑے موٹر سائیکل کی چین میں آجاتے ہیں جس سے وہ گر کر زخمی ہو جاتی ہیں۔

۲: گاڑی چلاتے وقت سیٹ بیلٹ بھی باندھیں گے کیونکہ حادثات میں زخمی ہونے والوں کی شرح 60 سے 70 فیصد ایسے ہی لوگوں کی ہے۔

۳: اپنے کم عمر بچوں کو گاڑی یا موٹر سائیکل مین شاہراہوں پر چلانے کی اجازت نہیں دیں گے کیونکہ حادثات میں ہلاک و زخمی ہونے والوں کی اکثریت ان ہی پر مبنی ہوتی ہے۔

بچوں کی تربیت میں والدین کا کردار

اولاد اللہ کی عظیم نعمت ہے۔عام آدمی ہی نہیں نبیوں اور بزرگوں نے بھی اولاد کی تمنا کی اور دعائیں مانگیں۔یہ ایک فطری امر ہے کہ انسان اولاد کی تربیت اور پرورش کے لئے تاحیات اپنے آپ کو مصروف رکھتا ہے۔رب ذوالجلال فرماتا ہے

"مال اور اولاد دنیوی زندگی کی زینت ہے"(الکہف)

ہمارے سامنے سماج کی مختلف اکائیوں کی شکل میں موجود شرفاءوذلیل،کامیاب وناکام،معزز ومقہور افراد بچپن کی منازل طے کر تے ہوئے اس مقام تک پہنچے ہیں۔
ہمارے ارد گرد بسنے والے یہ انسان جن میں قاتل بھی ہیں اور مقتول بھی،امن پسند بھی ہیں اور فسادی بھی یہ صرف اس تربیت کا نتیجہ ہے جوان کو فراہم کی گئی جس کی بناء پر کوئی فتنہ پرور بن کر ابھرا تو کوئی ہادی اور صالح بن کر ابھرا۔جس بچے کو اچھی تربیت میسر آگئی وہ بہتر انسان بن گیا جو رہنمائی اور تربیت سے محروم رہا وہ بے راہ روی کا شکار ہو گیا۔رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے کہ :

"ہر بچہ فطرت سلیمہ پر پیدا ہوتا ہے پھر اس کے والدین اس کو یہودی،نصرانی یا مجوسی بنا دیتے ہیں۔"

بچے پیدائشی طور پر پاکیزہ اور نازک ہوتے ہیں۔اگر ان کو خیر کا عادی بنا دیا جائے اور اچھے کام سکھائے جائیں تو وہ زندگی میں آگے بڑھتے ہیں بجائے اس کے اگر وہ برے افعال کے عادی ہو جائیں تو بربادی اور ہلاکت ان کا مقدر بن جاتی ہے۔ماں کی آغوش کو بچے کی پہلی درس گاہ کہا گیا اور ایک مثالی ماں کو ایک ہزار اساتذہ پر ترجیح دی گئی۔ماں کے قدموں تلے جنت رکھ دی گئی اور باپ کو جنت کے دروازوں میں بیچ کا دروازہ بنا دیا گیا۔والدین کو ان اعلی وارفع مقامات پر فائزہ کرنے کی وجہ نسل نو کی تربیت میں ان کا گرانقدر کردار اور اولاد کی فلاح و بہبود کے لئے اپنا آرام وسکون نثار کرنا ہے۔
حشرات الارض پیدا ہوتے ہی رینگنے،پرندے پرواز اور چوپائے چلنے پھرنے کے قابل ہو جاتے ہیں جب کہ اولاد آدم کو اپنی پیدائش کے بعد امور زندگی کی انجام دہی کے لئے ایک طویل عرصہ درکار ہوتا ہے۔اور وہ طویل عرصہ جس کے باعث بنی نوع انسان اپنے آپ کو خود کفیل بنا پاتی ہے اسے تعلیم و تربیت سے تعبیر کیا جاتا ہے۔جہاں جانور اپنی خوراک اور زندگی کا ادراک لئے روئے زمین پر آتا ہے وہیں انسانی نوزائیدہ نسل ان تمام رموز پانے میں ایک عرصہ لگا دیتی ہے۔تربیت بنی نوع انسان کا وہ واحد وصف ہے جس کی بدولت انسان اپنی آنی والی نسلوں کو حسب منشاء تیار کرتا ہے۔کسی بھی ملک و قوم کا مستقبل اس ملک و قوم کے بچوں پر ہوتا ہے۔بچوں کو نظر انداز کر کے کوئی بھی قوم آج تک کامیابی حاصل نہیں کر سکی۔کسی بھی ملک کی تعمیر و تخریب اور خیر

وبھلائی میں بچوں کا اہم کردار ہوتا ہے۔ آج کے بچے کل ملک و قوم کے درخشاں و تابناک مستقبل کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اگر صالحیت اور اچھائی والدین میں پائی جائے تو بچوں کو مہذب و معتبر بنایا جا سکتا ہے۔ بچے والدین کے پاس اللہ کی امانت ہوتے ہیں اور اس کے بارے میں ان سے سخت باز پرس کی جائے گی۔ قرآن حکیم فرماتا ہے کہ

"اے ایمان والوں اپنے آپ کو اور اپنے اہل و عیال کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ"

رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ

"تم سب اپنی اپنی جگہ پر ذمہ دار ہو۔ خلیفہ ذمہ دار ہے، اس سے اپنی رعیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ مرد اپنے گھر والوں کا ذمہ دار ہے ان کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا۔ عورت اپنے گھر کی ذمہ دار ہے، اس کے بارے میں اس سے پوچھا جائے گا۔ خادم اپنے آقا کے مال کا ذمہ دار ہے، اس کے متعلق اس سے پوچھا جائے گا۔ تم سب ذمہ دار ہو، اپنی رعیت کے متعلق پوچھے جاؤ گے۔"

انسانی نسل کی تربیت سے مراد صحت مند معاشرے کی تشکیل ہے والدین کی حیثیت ایک معمار ایک انجینئر کی ہوتی ہے جس طرح ایک انجینئر عمارت کی مضبوطی کے لئے ایسی تدابیر اختیار کرتا ہے جس کی وجہ سے عمارت مضبوط اور پائیدار بن جائے بالکل اسی طرح ذمہ دار والدین بچوں کی تربیت میں ان تمام عناصر و عوامل کو بروئے کار لاتے ہیں جس سے سماج کو مطلوبہ انسان حاصل ہوں۔ تربیت کے ذریعہ بچوں کو سماج کے لئے کارآمد بنایا جا سکتا ہے۔ علم معلومات کی فراہمی کا ایک نام ہے اور عمدہ تربیت سے علم نکھرتا ہے۔ تربیت ایک بے آب و گیاہ بنجر انسانی ذہن کو اخلاق و مروت، حمیت و جرات، شجاعت و سخاوت اور انصاف پروری کا اعلیٰ نمونہ بناتی ہے۔ علم اور دانشوری کو ماہر تعلیم برنارڈ رسل دو مختلف چیزوں سے عبارت کرتا ہے اس کے مطابق علم کی گود میں عافیت کے ساتھ برائیاں بھی جنم لیتی ہیں اور تربیت کے ذریعہ ہی ان کا سدباب ممکن ہے۔ بچوں کی تعلیم و تربیت ایک فن ہے اور ضروری ہے کہ والدین اس فن میں مہارت حاصل کریں۔ فن سے عدم آگہی اور لاپرواہی کے نتیجے میں بچوں کی دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جاتے ہیں۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ

"روزانہ ایک صاع صدقہ کرنے سے بہتر ہے کہ آدمی اپنے لڑکے کو بھلائی کی تعلیم دے۔"

اسلام نے بچوں کی تربیت کے ضمن میں والدین پر تین باتیں بالکل واضح کر دی ہیں جس سے اولاد کو معمور کرنا ضروری ہے

"اپنی اولاد کو تین خصلتیں سکھاؤ نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت، اہل بیت سے محبت اور قرآن کریم کی تلاوت۔"

قرآن فہمی تو کجا ہماری نسل صحت کے ساتھ قرآن کی تلاوت کرنے کے قابل بھی نہیں ہے۔ آج انسانی اقدار کی زبوں حالی کا سبب نسل نو کا اخلاقی فقدان ہے اور تربیت کے اسلامی اصولوں سے دوری کا نتیجہ ہے۔

دانائی اور حکمت تربیت کے اہم امور میں سے ایک ہے۔ والدین کی ادنی سے لاپرواہی سے بچوں اور والدین دونوں کی دنیا اور آخرت تباہ ہو سکتی ہے۔ بچے کی تربیت میں گھر کا ماحول اہم ہوتا ہے۔ اگر گھر کا ماحول خوش گوار نہ ہو تو بچوں میں بہت ساری خرابیاں راہ پا سکتی ہیں۔ بچوں کی تربیت سے والدین کو مایوس نہیں ہونا چاہئے کیونکہ بچوں کی بری عادتیں فوراً دور نہیں ہوتی ہیں اس کے لئے وقت درکار ہوتا ہے اور جو والدین اس کام میں تندہی سے جڑے ہوتے ہیں ان کی اولاد اوصاف حمیدہ کی حامل ہوتی ہے۔ بچوں سے بہت زیادہ بلند اقدار اور توقعات کا وابستہ کر لینا بھی خلاف عقل بات ہے۔ والدین بچوں کو اپنے معیار کی کسوٹی پر نہ جانچیں۔ والدین آج اخلاق و اقدار کی جن بلندیوں پر فائز ہیں وہاں تک پہنچنے میں انھیں کئی سال لگ گئے ہیں پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ بچے اپنی زندگی کے اولین دور میں اخلاق و اقدار کی ان چوٹیوں کو سر کر لیں۔ والدین بچوں کو بار بار نصیحت کرنے سے احتراز کریں اس سے بچے ضدی اور نافرمان ہو جاتے ہیں۔ والدین بچوں کے لئے وقت نکالیں کیونکہ والدین کے وقت پر اولاد کا حق ہے۔ والدین بچوں کے سامنے اپنا مثالی کردار پیش کریں اگر وہ خود اپنی زندگی میں اخلاق اور اصولوں کو پس پشت ڈالتے ہوں تو پھر بچوں سے اچھے اخلاق کی توقع عبث ہے۔ اخلاق اور کردار تعلیم کا جوہر خاص ہے اخلاق و کردار سے محروم قوم سے کسی تعمیر و ترقی کی توقع نہیں کی جا سکتی۔

والدین اپنی اولاد کے مزاج اور صلاحیتوں کا بخوبی جائزہ لیں اور دانشمندی سے ایک ایک خوبی کو پروان چڑھائیں اور ایک ایک خرابی کو دور کرنے کی کوشش کریں۔ بچوں کو ہمیشہ سچ بولنے، ایمانداری اور بھلائی کے کام کرنے کے علاوہ دوسروں کی مدد کی ترغیب دیں تاکہ ان کا نور نظر معاشی حیوان کے بجائے ایک سچا انسان بنے۔ والدین تربیت میں بچوں کی عمر اور استعداد کا لحاظ رکھنے سے نہ صرف بچوں کی طاقت کو صحیح رخ دے سکتے ہیں بلکہ ان کی بہت سی برائیوں کو دور بھی کر سکتے ہیں۔ بچوں پر ان کی صلاحیت سے زیادہ بوجھ ڈالنا ایک حماقت ہے جس سے بچوں کی فطری صلاحیتوں کو شدید نقصان پہنچتا ہے۔ بچوں کی تربیت پر والدین کے علاوہ اثر انداز ہونے والے دیگر عوامل میں افراد خاندان، اساتذہ، اسکول، تعلیمی نظام اور معاشرہ قابل ذکر ہیں۔ ایک صحت مند معاشرے کی تعمیر کے لئے والدین بچوں کو اپنے حقوق کے علاوہ پڑوسیوں کے حقوق، رشتے داروں کے حقوق، چھوٹے بڑوں کے حقوق اور اساتذہ کے حقوق کی تعلیم و تربیت کا اہتمام کریں۔ بچوں میں تہذیب کو پروان چڑھانے کے لئے انھیں ملاقات کے آداب، نشست و برخاست کے آداب، مجلس کے آداب وغیرہ کی تربیت فراہم کرنا بھی ضروری ہے تاکہ بچے مہذب زندگی بسر کر سکیں۔ بچوں کو جذبات کے اظہار کی آزادی دی جائے اور اگر وہ کسی غلطی کا ارتکاب بھی کر بیٹھیں تو احسن طریقے سے ان کی سرزنش کریں۔

والدین صرف نیک اولاد کی تمنا نہ کریں بلکہ اولاد کو نیک بنانے کی کوشش بھی کریں۔والدین بچوں کی صحیح تعلیم و تربیت کے لئے انبیاء کی ان نصیحتوں سے فیض اٹھائیں جن کا قرآن میں ذکر کیا گیا ہے۔ تربیت کے اس الوہی نظام کے ذریعہ نسل انسانی کو تباہی و بے راہ روی سے بچایا جا سکتا ہے۔والدین اپنے انتقال سے پہلے اولاد کو کوئی ایسی چیز دینا چاہتے ہیں جو ان کی نظر میں بہت اہمیت رکھتی ہے ایک عام آدمی اپنی وفات سے پہلے اولاد کے لئے زیادہ سے زیادہ دولت چھوڑنا چاہتا ہے جب کہ ایک سرمایہ دار و تاجر کی خواہش ہوتی ہے کہ وہ اپنی اولاد کے لئے مستحکم تجارت وراثت میں چھوڑے اور ملازم پیشہ شخص اپنی اولاد کو اونچے عہدوں پر دیکھنے کی آرزو کرتا ہے۔یہ تمنائیں اور خواہشات انسانی نسل کی دنیا کو خوش حال تو بنا سکتی ہے لیکن اس میں اخروی خسارے کی سوا کچھ اور نہیں ہے۔والدین کو یہ فکر نہیں ہونی چاہیے کہ ان کی زندگی کے بعد ان کی اولاد کا کیا ہوگا بلکہ والدین کو یہ فکر لاحق ہونی چاہئے کہ ان کی اولاد کا ان کی زندگی کے بعد کیا ہوگا کیونکہ دنیا کی کامیابی تو ایک فریب ہے جب کی اخروی کامیابی ایک حقیقت ہے۔والدین کو اسلامی تربیت کے بنیادی اصولوں کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے جس کے سہارے وہ اپنی اولاد کی اخلاقی، معاشرتی ،ذہنی، حسی، جذباتی اور جنسی تربیت کو بحسن و خوبی انجام دے سکتے ہیں۔وہ والدین جو ماحول کی خرابی کا راگ الاپتے ہیں انھیں چاہئے کہ وہ ماحول کی اصلاح کا کام اپنے گھر سے شروع کریں۔ماحول کی اصلاح کی تحریک اس وقت طاقت ور ہو جاتی ہے جب مصلح کے گھر کے افراد تعلیم و تربیت کا اعلی نمونہ بن جاتے ہیں۔ موثر تربیت کے لئے ایک صالح دینی ماحول کا ہونا اشد ضروری ہے۔ بھلائی اور برائی تعلیم و تربیت اور افہام و تفہیم کے ذریعہ پھیلتی اور فروغ پاتی ہے۔والدین جس طرح اولاد کے دنیوی آرام کا خیال رکھتے ہیں اسی طرح اپنی اولاد کی فکری، عملی اور اخلاقی تربیت کے سامان بھی فراہم کریں۔والدین ذرا سی دھوپ کی تمازت سے اپنی اولاد کو بچانے کے لئے اپنی تمام توانیاں صرف کر دیتے ہیں بھلا وہ کس طرح گوارا کریں گے کہ ان کی اولاد دائمی آگ کی نذر ہو جائے۔والدین کی اولاد سے اصل محبت اور سچی خیر خواہی یہی ہے کہ بچوں کو دنیوی راحت و آسائش کے سامان فراہم کرنے کے ساتھ ان کو آخرت کی لازوال دولت سے بھی واقف کراوئیں تب ہی وہ اپنی تربیتی ذمہ داریوں سے عہدہ براء ہو سکتے ہیں۔

الف

آخری ایوارڈ سیٹ فلم کا تھا اور وہ ایوارڈ اگر قلب مومن کے علاوہ کسی دوسرے کی فلم کو ملتا تو قلب مومن وہاں کھڑے کھڑے انتظامیہ کو سولی پر لٹکا دیتا۔

وہ متکبر تھا۔۔۔۔۔ متکبر چھوٹا لفظ تھا۔۔۔۔۔۔ منتقم مزاج تھا اور اسے اپنا حق سمجھتا تھا۔ زود رنج تھا اور اسے ضروری سمجھتا تھا اپنے آرٹ کو سب سے برتر سمجھتا تھا اور اپنے ٹیلنٹ کو لاثانی۔ وہ اس انڈسٹری کے لوگوں کے ساتھ وہی کرتا تھا جو اس انڈسٹری کے لوگ کم کامیاب لوگوں کے ساتھ کرتے تھے۔

فلم انڈسٹری نام کی پوجا کرتی ہے اور قلب مومن کا نام ہی کافی تھا۔ فلم انڈسٹری کامیابی کے سکے کے علاوہ کسی اور سکے کو نہیں مانتی تو اس سکے پر آج کل قلب مومن کا نام اور شبیہ کھدی ہوئی تھی اور فلم انڈسٹری اگر ستارہ پرست تھی تو قلب مومن کے علاوہ پچھلے 3 سال میں آسمان پر کسی ڈائریکٹر کا ستارہ نہیں چمکا تھا۔

تو قلب مومن کو اگر گھمنڈ ہوتا تو کیوں نہ ہوتا۔ وہ اگر ہر ایوارڈ کو چھین کر بھی لے جاتا تو کیوں نہ لے جاتا اور وہ ناز نخرہ دکھاتا تھا تو کیوں نہ دیکھاتا۔ جب اس کی ہر فلم باکس آفس پر بزنس کے نئے ریکارڈ بنا رہی تھی اور ہر پروڈیوسر اس کے ساتھ فلم سائن کرنے کے لیے پاگل ہو رہا تھا اور ہر اداکار اور اداکارہ اس کے کام کرنے کے لئے اس کے آفس کے چکر کاٹ رہے تھے۔ اگر عروج ہما تھا تو یہ ہما قلب مومن کے سر پر بیٹھا ہوا تھا۔

وہ اپنی لائنز کب سے یاد کیے اب سیٹ پر ہیروئن کے انتظار میں ٹیم کے دوسرے لوگوں کی طرح بیٹھی تھی۔ یہ اس سیٹ پر تقریبا روز کا معمول تھا ثانوی کرداروں میں کام کرنے والے وقت سے بھی بہت پہلے سیٹ پر موجود ہوتے اور مرکزی کردار ادا کرنے والوں میں سے کوئی نہ کوئی ڈائریکٹر اور پروڈیوسر کو اپنی عدم موجودگی سے کھپا رہا ہوتا۔

سیٹ کے ایک کونے میں وہ ثانوی کردار کرنے والی چند دوسری لڑکیوں کے ساتھ بیٹھی تھی سیٹ پر چائے دی جا رہی تھی اور وہ سب بھی اپنا اپنا چائے کا کپ پکڑے اس کونے میں گپ شپ میں مصروف تھیں۔ ان کی گپ شپ اپنے کیریئر کے بارے میں ان کے آنے والے پروجیکٹس اور حال میں مختلف سیٹس پر ہونے والے تجربات کے علاوہ بڑے اسٹارز کے بارے میں سنی سنائی افواہوں کو چشم دید رپورٹ میں تبدیل کر کے پیش کرنا ہوتا تھا۔ مسالے دار چٹ پٹی خبریں جنہیں سنا کر انہیں یہ تسلی رہتی تھی کہ سب انسان ہی ہیں اور سب گڑھے کھودتے اور ان میں گرتے رہتے ہیں اپنے لیے بھی اور دوسروں کے لئے بھی

اس وقت بھی ایسا ہی ایک gossip session ہو رہا تھا اور مومنہ چپ چاپ بیٹھی چائے کی چسکیاں لیتے ہوئے وہ سب خبریں سن رہی تھی جو اس کے کانوں سے کہیں آگے دماغ میں رجسٹر ہی نہیں ہو رہی تھی۔ دماغ میں اپنے ہی بکھیڑے تھے اپنے ہی مسئلے اور وہاں بیٹھ کر چائے پیتے ہوئے اور ان کی باتیں سنتے ہوئے وہ پورے مہینے کا گھر کا بجٹ بناتی رہتی تھی اور جہانگیر کے اخراجات۔

اس نے کچھ فاصلے پر کھڑے ڈائریکٹر کو یکدم فون پر اس سیریل کی ہیروئن سے بات کرتے سنا جو عادتاً لیٹ تھی اور جس کے ساتھ مومنہ کا اگلا سین تھا اور اس ایک سین کے لیے مومنہ سلطان صبح سے آ کر بیٹھی ہوئی تھی اور ہیروئن ندارد۔

"نشا ایک اور گھنٹہ لیٹ ہوئی نہ تو پورا دن ضائع ہو جائے گا ہمارا۔ چار گھنٹے کے لئے آؤں گی تو کتنے سینز نکالیں گے ہم۔۔۔۔۔۔۔پلیز آ جاؤ اب۔۔۔۔۔۔۔۔۔پروڈیوسر نے مجھے پاگل کر رکھا ہے یہاں۔۔۔۔۔۔۔پلیز۔"

مومنہ ڈائریکٹر کو تقریباً بیچارگی کے عالم میں گڑگڑاتے سنا تھا۔ وہ اب فون بند کر کے اسسٹنٹ سے کہہ رہا تھا۔

"آ رہی ہے نشا۔۔۔۔۔تم ریہرسلز کرواؤ" اسسٹنٹ نے کچھ جھنجھلا کر ڈائریکٹر سے کہا تھا۔ "کتنی ریہرسلز کرواؤں صبح سے ریہرسلز ہی ہو رہی ہیں۔" مومنہ نے اسسٹنٹ کو بھی جھنجھلاتے دیکھا اور چائے کا خالی کپ اکٹھے کرتے سپاٹ بوائے کو سونپ دیا۔

"بس ہمیں بٹھا چھوڑتے ہیں تین تین گھنٹے کے لیے۔" اس نے اپنے برابر بیٹھی ایک ایکسٹرا لڑکی کو کہتے سنا۔

"قسمت کہتے ہیں اسے۔" اس نے دوسری کا جواب سنا۔ وہ ایک خاموش تماشائی تھی اور ایسے مواقع پر تو جیسے اس کے سارے لفظ بھی کہیں گم ہو جاتے تھے کسی بھی سیٹ پر سب سے بے زار وجود مومنہ سلطان کا ہوتا تھا۔ اس کی کسی چیز کے بارے میں کوئی رائے نہیں ہوتی تھی۔ ہوتی بھی تھی تو وہ اس کی زبان سے باہر نہیں آتی تھی۔ شکایت کرنے کی اسے عادت کبھی رہی ہی نہیں تھی اور اب ان حالات میں شکایت کرنا تو وہ افورڈ کر ہی نہیں سکتی تھی۔ اور وقت اس کے پاس بہت تھا آج ان دنوں میں سے ایک تھا جب اسے ایک سے دوسرے سیٹ پر پہنچنے کے لئے بھاگنا نہیں تھا۔ یہ پہلا سیریل تھا جو وہ کر رہی تھی اور اسے سیریل کرنا کہنا شاید کچھ لفاظی ہوتی۔ وہ ہیروئن کی ایک دوست کا رول کر رہی تھی جس کے پاس صرف بارہ سین تھے۔ 24 اقساط کے اس سیریل میں۔

سیٹ پر یکدم کھلبلی مچ گئی تھی وہ ہیروئن بالآخر آ پہنچی جس کا انتظار ہو رہا تھا۔ مومنہ نے بھی سکون کا سانس لیا تھا اب بالآخر وہ سین کروا کے گھر جا سکتی تھی۔

"مومنہ آکر ریہرسل کرو۔ تمہارا سین ہو گا پہلے۔"اسسٹنٹ نے اسے پکارتے ہوئے کہا۔وہ برق رفتاری سے اٹھی اور سیٹ کے اس حصے میں چلی گئی جہاں نشا اپنے بال بنوا رہی تھی وہ میک اپ کروا کر آئی تھی اس لیے ڈائریکٹر خوش تھا کہ وقت بچ گیا تھا۔

"ہائے"اس نے مومنہ کے سلام کے جواب میں ایک ہلکی مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ کہااور ساتھ جماہی لیتے ہوئے اسسٹنٹ سے کہا

"چائے پلادو۔۔۔۔۔۔۔تاکہ آنکھیں تو کھلیں میری۔"

اسسٹنٹ نے بجلی کی رفتار سے سپاٹ بوائے کو دوڑایا تھا۔"ہاں بال بالکل ٹھیک ہیں اب میرے۔۔۔۔۔۔بائیں کندھے پر ڈالو۔"اب میک اپ آرٹسٹ سے کہہ رہی تھی اور آئینے میں اپنا چہرہ دیکھتے ہوئے ساتھ لپ اسٹک بھی دیکھ رہی تھی۔

"ڈائیلاگز یاد ہیں آپ کو؟"اسسٹنٹ کو مومنہ کو کھڑے دیکھ کر اچانک یاد آیا کہ اسے کس لیے بلوایا گیا تھا۔"ڈائیلاگ کیا گھر سے یاد کر کے نکلوں گی میں؟"میں نے تو اسکرپٹ دیکھا تک نہیں ابھی۔بس یہ پتہ ہے کہ رول کیا ہے میرا۔نشا اسی بیزار اور تیکھے انداز میں جماہی لیتے ہوئے کہا وہ پچھلی رات ہی بیرون ملک سے چھٹیاں گزار کر آئی تھی اور اب سیٹ پر آکر شوٹنگ کروانا۔۔۔۔۔۔۔وہ اپنی بیزاری کو بالکل justified سمجھ رہی تھی.

"مومنہ تم ذرا لائن دہراؤ اپنی۔۔۔۔۔۔۔۔میں میڈم کی دہراتا ہوں۔"اسسٹنٹ نے مومنہ سے کہا تھا۔نشا اسسٹنٹ پر تپی۔

"چائے تو پینے دو مجھے،آرٹسٹ ہوں میں اور وہ بھی سیریل کی مین لیڈ۔۔۔۔۔۔۔۔۔مزدوروں کی طرح ٹریٹ مت کرو مجھے۔"مومنہ اور اسسٹنٹ ایک دوسرے کو دیکھ کر چند لمحوں کے لیے ہکا بکا ہو گئے۔اسسٹنٹ نے فوری طور پر نشا سے معذرت کرنا شروع کر دی تھی۔وہ اس فیلڈ میں بغیر غلطی کے معذرتوں کا اتنا عادی ہو چکا تھا جیسے کسی جھگڑالو سسرال میں آنے والی غریب خاندان کی بہو جس کی زبان پر سلام کے بعد پہلا جملہ معاف کر دیں ہوتا ہے۔

نشا کا غصہ کچھ ٹھنڈا ہوا۔وہ اب چائے کی چسکیاں لے رہی تھی اور مومنہ اب بھی کھڑی تھی اسکرپٹ ہاتھ میں لیے۔

"اچھا ذرا دوہراو میری لائنز۔"اس نے بالآخر چائے کا کپ خالی کر کے اسپاٹ بوائے کو تھمایا۔میک اپ آرٹسٹ سے ایک بار پھر برش اور puffing کروایا اور پھر اسسٹنٹ سے پوچھا طوطے کی طرح اس کے جملے دوہرانے لگا تھا۔پندرہ منٹ وہ اسے جملے یاد کرواتا رہا اور مومنہ وہیں کھڑی دیکھتی رہی۔وہ اب پچھلے آدھے گھنٹے سے بغیر مقصد کے وہاں کھڑی تھی لیکن وہ کسی سے نشا کی

طرح یہ نہیں کہہ سکتی تھی کہ اسے بلاوجہ وہاں کیوں کھڑا گیاہے جبکہ سین ابھی تیار ہی نہیں ہے۔ وہ ثانوی کردار تھی اپنی حیثیت، اوقات جانتی تھی اور یہ نہیں چاہتی تھی کہ ڈائریکٹر اور اسسٹنٹ نشا کی ساری فرسٹریشن اس پر اتاریں۔

پندرہ منٹ بعد بالآخر نشا کو ڈائیلاگ یاد ہو گئے اور وہ اب سین کے لیے تیار تھی۔

ایکشن کی کیو کے ساتھ ہی مومنہ نے اپنی لائن بولنا شروع کر دیں۔

"میں تمہاری دوست ہوں تم اس طرح کے الزامات نہیں لگا سکتی مجھ پر وہ بھی صفائی کا موقع دیئے بغیر۔" اس نے نشا کی آنکھوں میں آنکھیں ڈالتے ہوئے اپنے ڈائیلاگز بولے وہ ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑی تھیں۔

"میرے بس میں ہو تو، تمہیں جان سے مار دوں۔" نشا جوابا غصے میں کہا۔ مومنہ نے یکدم اس کے ہاتھ پکڑے اور اپنی گردن تک لاتے ہوئے بے حد جذباتی انداز میں کہا۔

"مار دو۔۔۔۔۔۔ اگر میرے مر جانے سے دوستی بچ جاتی ہے تو مجھے یہ بھی قبول ہے۔" نشا نے اس سے ہاتھ چھڑانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا۔

تم نے یہ بات مجھے پہلے کیوں نہیں بتائی؟ اتنا بڑا راز۔۔۔۔۔۔cut کریں۔" وہ اپنے ڈائیلاگز آخری منٹ میں بھول گئی اور اس نے یکدم سین cut کروایا تھا. ڈائریکٹر اور DOP بے اختیار جھنجھلا گئے۔ سین ختم ہوتے ہوتے خراب ہو گیا تھا۔

"ڈائیلاگ دوہراؤ میڈم کے۔" ڈائریکٹر نے اسسٹنٹ سے کہا، مگر اس سے پہلے کہ اسسٹنٹ کچھ کہتا نشا نے خفگی سے کہا۔

"ڈائیلاگز ہیں ہی بکواس میرے۔۔۔۔۔۔۔۔۔ ساری لائنز اس کو دی ہوئی ہیں۔ مجھے بس "اتنا بڑا راز" دے کر بٹھایا ہوا ہے ڈائیلاگ کم کریں اس کے ڈائریکٹر صاحب۔ وہ میرا سین کھا رہی ہے، آپ کو نظر نہیں آرہا۔"

مومنہ ہکا بکا کھڑی تھی اور ایسا ہی حال crew اور ڈائریکٹر کا تھا. مومنہ کا خیال تھا وہ اپنے ڈائیلاگ بھولنے کی وجہ سے شرمندگی میں یہ سب کہہ رہی ہے اسے یہ اندازہ نہیں ہوا تھا کہ وہ اس کی پرفارمنس اور ایکسپریشن سے پریشان ہوئی تھی۔ نشا نئی دو فلمز کر کے آئی تھی۔ سیریلز کرتے کرتے اور فلم کی طرح وہ بھی آتے ہی مقابل کے ڈائیلاگ کٹوانے بیٹھ گئی تھی۔ یہ سٹار پاور تھی۔ مومنہ بیچارگی کے عالم میں سین فریم کے اندر ویسے کی ویسے ہی کھڑی تھی۔

تھوڑی دور DOP مونیٹر پر اسی سین کی فوٹیج ڈائریکٹر کو دکھاتے ہوئے کہہ رہا تھا.

"میں آپ کی جگہ ہوتا تو مومنہ ہی کو کاسٹ کرلیتا۔ نشا ٹھیک کہہ رہی ہے۔ وہ اس کا سین کھا رہی ہے۔ وہ سب کے سین کھا جاتی ہے۔ چاہے بہن بنا کر کھڑا کردو، چاہے نوکرانی۔ مومنہ کے ایکسپریشن کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔" DOP اسے داد دے رہا تھا اور بہت کھلے دل سے دے رہا تھا جبکہ ڈائریکٹر پریشانی سے اس سے کہہ رہا تھا۔

"پتا ہے مجھے پرفارمر ہے وہ، مگر نشا برانڈ ہے۔"

"سیریل برانڈ سے بکتا ہے پرفارمینس سے نہیں۔ میں لاتا ہوں منا کر نشا کو۔ طاہر تم اسکرپٹ دیکھو۔ مومنہ کی لائنز کم کردو بلکہ نشا میڈم کے پاس لے آؤ وہ خود ہی کم کردیں گی۔" مومنہ نے اتنی دور سے بھی اسسٹنٹ اور ڈائریکٹر کے درمیان بلند آواز سے ہونے والی گفتگو سن رہی تھی۔ گفتگو اس کے کانوں تک نہ پہنچنے کی کوشش بھی نہیں کی گئی تھی۔ انڈسٹری میں عزت، نخرا اور انا صرف main lead کی دیکھی جاتی ہے. باقی سب یہ چیزیں گھر چھوڑ کر سیٹ پر آتے ہیں۔ کسی سینئر ایکٹریس نے ایک بار مومنہ سے کہا تھا اور مومنہ کو وہ بات یاد آئی تھی۔

(بقیہ آئندہ شمارمیں)

غزل

آنکھ میں آنسو نہیں پھر بھی رلاتا ہے بہت
وہ دسمبر، ہر دسمبر، یاد آتا ہے بہت

روندتا ہے وقت یہ خود وقت کی دیوار کو
دو قدم پر لا کے ہم کو آزماتا ہے بہت

بھیگتا ہے بارشوں میں ساتھ میرے بیٹھ کر
یاد کے سب در، دریچوں سے بلاتا ہے بہت

مسکراہٹ، گنگناہٹ، قہقہے، باتیں تری
رات بھر راتوں کو، میری وہ جگاتا ہے بہت

اس کو بھی معلوم ہے منزل نہیں اس سمت اب
راہ میں امید کی شمعیں جلاتا ہے بہت

مجھ کو دے جاتا ہے چھپ کے اس کی خوشبو کا پتہ
ہم سے فرزانے کو دیوانہ بناتا ہے بہت

خواہشوں کے بیج بو کے خود چلا جاتا ہے یہ
خامشی سے ہر دسمبر غل مچاتا ہے بہت

کچھ تو ابر ک ہم سے بھی سب موسموں کو خار ہے
کچھ دسمبر عادتاً سب کو ستاتا ہے بہت

آٹھ سنہری اصول

موت یقیناانسان کی سب سے بڑی محافظ ہوتی ہے،اسے ایک خاص لمحے اور خاص مقام پر انسان کو اپنے قبضہ میں لینا ہوتا ہے نہ اس سے ایک منٹ پہلے نہ ایک منٹ بعد،اسی لیے وہ ان تمام لمحوں میں اس کی حفاظت کرتی ہے جو اس لمحے کے علاوہ ہوتے ہیں۔ان تمام مقامات پر اسے بچائے رکھتی ہے جو اس مقام سے دور ہوتے ہیں مگر کتنی بڑی کامیڈی ہے کہ دنیا کی سب سے بڑی حقیقت یعنی موت کو انسان اس وقت تک تسلیم نہیں کرتا جب تک وہ اس تک خود پہنچ نہیں جاتی،وہ کتنا ہی پڑھا لکھا،ذی شعور نہ ہو،اسے ہمیشہ یہ شبہ سا رہتا ہے کہ موت اس کی جانب بھی آئے گی وہ قبر میں اترے گا وہ اس خیال کو ٹال جاتا ہے ہمیشہ،پتہ نہیں کیوں کیوں۔

اس دوست کا گلہ کر رہے ہو جو دھوکا دے گیا اپنی عقل کا ماتم کر جو دھوکا دینے والے کو دوست تسلیم کرتی رہی۔ پھول کی زندگی کم سہی لیکن قابل ستائش ہوتی ہے جو یہ پیغام دیتی ہے کہ اچھا جیو خواہ کم جیو۔

دیوار کا ہر پتھر خواہ کتنا ہی چھوٹا کیوں نہ ہو اپنی قیمت رکھتا ہے۔

بو علی سینہ کی محفل میں کوئی صاحب بیٹھے ادھر ادھر کا تذکرہ کر رہے تھے کہنے لگے "چند دن پہلے میری ایک دوست سے تو تو میں میں ہو گی میں نے یوں تو اسے کھری کھری سنائیں مگر چند باتیں ایسی ہیں جو کہنے سے رہ گئیں جس کا بڑا ملال ہے۔بو علی سینا نے جواب دیا" اگر میں تمہاری جگہ ہوتا تو مجھے ان باتوں پر افسوس ہوتا جو میں کہہ چکا ہوتا۔"

ہم میں سے اکثر خاموشی کا مطلب تو جانتے ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ اسے کب اختیار کرنا چاہیے۔

نصیحت جو سچی خیر خواہی ہوتی ہے ہمیں پسند نہیں آتی اور خوشامد بدترین دھوکا ہے اسے ہم بڑے شوق سے سنتے ہیں۔

موت کیسے کیسے روپ بدل کر آتی ہے۔ کبھی ایزا دیتی ہے،تو کبھی جسم کو جھلس کر راکھ کر دیتی ہے اور کبھی انگ انگ میں بھر جاتی ہے مگر سب سے تکلیف دہ موت وہ ہے جو زندہ جسم میں حلول کر جاتی ہے کہ سانس آتا ہے،حواس درست رہتے ہیں مگر انسانیت مر جاتی ہے ضمیر مر جاتا ہے۔

حضرت حاتم اصم □ عبادت وریاضت میں بڑابلند مقام رکھتے تھے۔حضرت جنید بغدادی □ آپ کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ حاتم □ کا شمار ہمارے دور کے صدیقین میں ہوتا ہے۔ایک دن حضرت حاتم □ پیرومرشد کے پاس بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے پوچھاحاتم □ یہ بتاؤ کہ تم کتنے عرصے سے میرے پاس آتے جاتے ہو عرض کیا حضوروالا 35 سال سے ارشاد فرمایااب یہ کہو کہ تم نے 35 برس میں مجھ سے کیا سیکھا ہے

راست بازو بااخلاص مرید نے بڑی سادگی سے جواب دیا کہ قبلہ عالم صرف آٹھ باتیں سیکھی ہیں اورانہی پر عمل کررہاہوں۔دل مرشد نے بڑی حیرت سے اپنے مرید کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ میں نے پینتیس برس تم پر بڑی محنت کی ہے اور تم کہہ رہے ہو کہ صرف آٹھ باتیں سیکھی ہیں بتاؤوہ کون سی آٹھ باتیں ہیں حضرت حاتم □ نے کہناشروع کیا حضوروالا۔

☆خواہشات نفس کودبائے بغیراللہ کی اطاعت ممکن نہیں اس لیے میں نے اپنے نفس کی ہر خواہش کودفن کردیاہے اب وہ اللہ کی ہدایت پر قائم ہو گیا ہے۔

☆میں نے اپنی ہر پسندیدہ چیز اللہ کے پاس بھیج دی ہے تاکہ وہ ہمیشہ کے لئے محفوظ ہو جائے اور میرے کام آئے۔

☆اللہ کے ہاں عزت وشرافت والا وہی ہے جو متقی وپرہیز گار ہے۔اسی لیے میں نے تقویٰ اختیار کیاہے تاکہ عزت وشرافت والا بن جاؤں میں نے سمجھ لیا کہ روزی باٹنے والا اللہ ہے۔مال ودولت کی کمی بیشی میں انسانوں کا کوئی دخل نہیں اس لیے میرادل اس معاملے میں بالکل صاف ہے۔

☆اللہ کا فرمان ہے کہ شیطان تمہارادشمن ہے تم بھی اسے اپنادشمن سمجھواس لیے شیطان کے سوامیں نے سب دشمنی چھوڑدی ہے۔

☆میں نے جان لیاہے کہ مقررہ روزی مجھے ہر حال میں مل جائے گی اس لیے میں اس کی تلاش میں اپناوقت ضائع نہیں کرتا۔بلکہ اپنے اوقات اللہ کی ہدایت کے مطابق گزارتاہوں۔اللہ کاارشاد ہے کہ جس نے اللہ پر بھروسہ کیا اللہ اسے کافی ہے اس لیے میں اپنے اللہ پر پوراپورا بھروسہ کرتاہوں اور کسی دوسرے کی طرف نظر اٹھا کر بھی نہیں دیکھتا۔

☆میں نے دیکھا ہے کہ قبر میں سب سے ان کا محبوب جدا ہوتا ہے اس لئے میں نے نیکیوں سے محبت شروع کر دی تاکہ جب دوسرے جدا ہو جائیں تو یہ میرے ساتھ رہیں۔

مرید باصفا کی باتیں سن کر حضرت شفیق بلخی نے فرمایا کہ حاتم اصم نے تورات، زبور، انجیل اور قرآن حکیم کے جملہ علوم کو دیکھا ہے خیر و فلاح اور نجات دارین کے سارے کام انہی آٹھ باتوں میں پائے جاتے ہیں۔

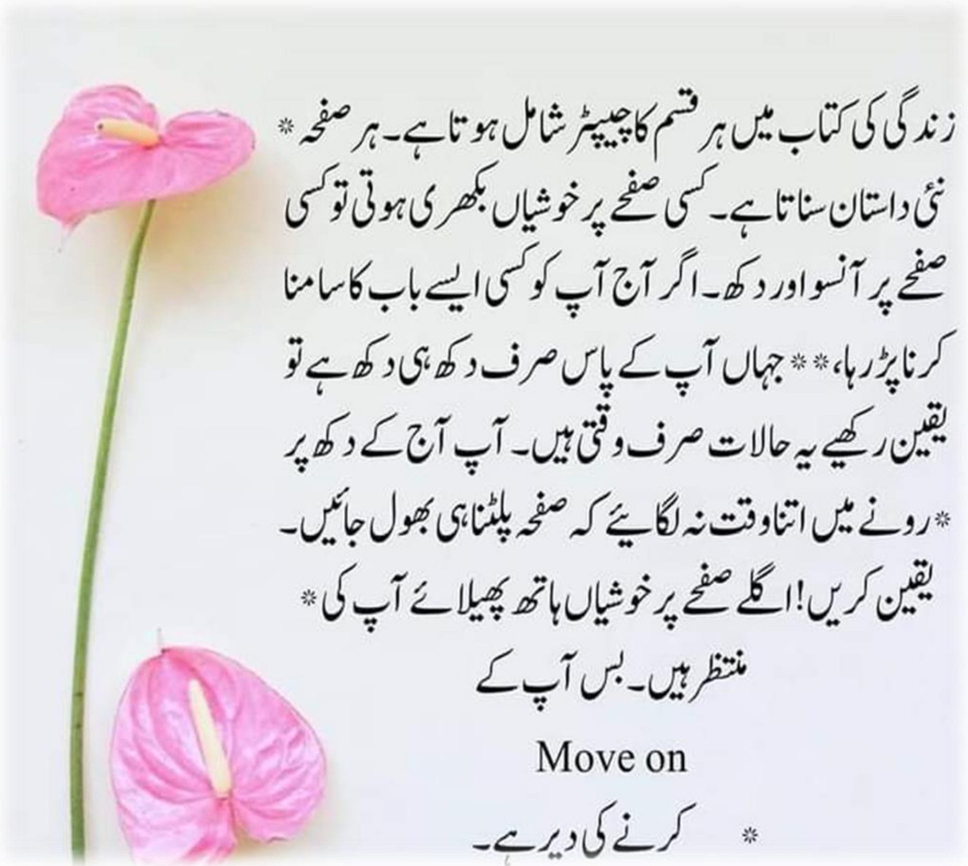

لکڑہارا بنا بادشاہ

برسوں پہلے کی بات ہے کہ ایک شہزادے کی لکڑہارے سے دوستی ہوگئی۔ ہوا یوں کہ شہزادہ شکار کیلئے جنگل میں گیا کہ اچانک سامنے سے شیر آگیا اس کی دھاڑ سے گھوڑا بدک گیا جس کی وجہ سے شہزادہ توازن برقرار نہ رکھ سکا اور گر گیا۔

شیر کو بالکل سامنے دیکھتے ہوئے شہزادے فوراً تلوار نکالی اور مقابلے کیلئے تیار ہوگیا۔ شیر اس کی جانب لپکا شہزادے نے تلوار گھمائی جو شیر کی پسلیوں میں لگی اب زخمی شیر اور بھی خطرناک ہوگیا تھا۔ اس نے شہزادے پر چھلانگ لگائی تو شہزادے کے ہاتھ سے تلوار گر پڑی۔

شیر نے شہزادے کو زخمی کردیا۔ شہزادے نے خوب مقابلہ کیا مگر پھرے درندے سے مقابلہ آسان نہ تھا۔ آخرکار شیر نے اسے گرادیا۔ قریب تھا کہ شہزادے کی گردن دبوچتا اچانک شیر دھاڑ کر پیچھے کو مڑا کسی نے اس کی کمر میں بڑی زور سے کلہاڑا مارا تھا۔

شیر دھاڑا اور جنگل کی طرف بھاگ نکلا۔ شہزادے نے دیکھا کہ ایک خوبصورت نوجوان نے فوراً شہزادے کو اٹھایا ایک محفوظ جگہ پر لے جاکر اس کی مرہم پٹی کی۔ کچھ دیر بعد شہزادے کے محافظ سے ڈھونڈتے ہوئے پہنچ گئے۔ انہوں نے شہزادے کو دوسرے گھوڑے پر بٹھایا اور محل کی طرف روانہ ہوگئے۔

یوں لکڑہارے کی شہزادے سے دوستی ہوگئی وہ اس کی تیمارداری کیلئے محل آنے لگا تھا۔ شہزادہ اسے پسند کرنے لگا تھا کیونکہ وہ ذہین، عقلمند اور بہادر تھا۔ لیکن بادشاہ کو اس کی دوستی ایک آنکھ نہ بھاتی تھی۔ اس نے شہزادے نے احتجاج کیا کہ وہ میرا محسن ہے اور بہت اچھے اخلاق کا مالک اور ذہین انسان ہے۔

غریب ہونا کوئی جرم نہیں۔ ایسے سمجھدار سے دوستی کا ہاتھ بڑھایا ہے اب مجھیت زیب نہیں دیتا کہ اس سے تعلق توڑوں۔

بادشاہ نے حکم جاری کیا کہ اسے اور اس کے خاندان کو ملک بدر کردیا جائے۔ یوں ایک فوجی دستہ لکڑہارے کو بے یارو مددگار سرحد سے باہر چھوڑ آیا۔

کئی دنوں کی مسافت کے بعد وہ بھوکا پیاسا ایک بڑے شہر پہنچا جہاں کھلے میدان میں بڑے چبوترے پر بڑی پگڑیوں والے بہت سے سردار، امراء اور تاجر بیٹھے تھے جن کے سامنے میز پر پنجرے میں ایک پرندہ قید تھا۔ لکڑہارے نے اس بڑے اور عالیشان مجمع کا سبب پوچھا تو معلوم ہوا کہ کل ان کا بادشاہ فوت ہوگیا۔

آج یہاں نئے بادشاہ کا انتخاب ہوگا۔ کچھ لمحوں میں چبوترے پر رکھا پنجرہ کھولا جائے گا اس میں بیٹھا پرندہ جس کے کندھے پر بیٹھے گا وہی ہمارا بادشاہ ہوگا۔ لکڑہارا ارسلان یہ دلچسپ منظر دیکھنے لگا۔ قسمت کی خوبی جب پنجرہ کھولا تو پرندہ اڑ کر ارسلان کے کندھے پر آن بیٹھا۔

اور کتاب مر گئی

لوگوں نے تالیاں بجائیں اور اپنے نئے بادشاہ کو محل لے آئے اور رسومات کی ادائیگی کے بعد بادشاہت کا تاج ارسلان کے سر پر سجا دیا گیا۔ یوں محنت ومشقت کرنے والا نیک دل اور بہادر لکڑہارا بادشاہ بن گیا۔ چند روز آرام وسکون سے حالات کا جائزہ لینے کے بعد اس نے مملکت کے معاملات دیکھنے شروع کیے تو معلوم ہوا کہ ملک میں لاقانونیت، لوٹ مار، غنڈہ گردی، چوری چکاری عام ہے۔

بے تحاشہ کرپشن اور رشوت ستانی کا بازار گرم ہے۔ بااثر ظالموں سے کسی کی جان ومال محفوظ نہیں۔

بادشاہ کے دربار میں روزانہ ہزاروں درخواستیں دیتے ہیں مگر راشی داروغہ بادشاہ نہیں پہنچے دیتا۔ رشوت کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا۔

اس نے اعلان کروادیا کہ آج کے بعد کوئی رشوت نہیں لے گا۔ اگر معلوم ہو گیا تو اس کی سزا پھانسی ہو گی۔ ہر طرف سناٹا چھا گیا مگر لوگ کب باز آنے والے تھے۔ انہوں نے رشوت لینی نہ چھوڑی جس جس کا پتہ چلتا اسے پھانسی چڑھادیا جاتا۔ کچھ ہی دنوں میں رشوت لینے اور دینے والوں میں نمایاں کمی دیکھنے میں آئی۔

رشوت کے خاتمے کے ساتھ ہی غنڈہ گردی اور لاقانونیت کا بھی خاتمہ ہو گیا۔ ہر شخص اپنے فرائض اور دوسروں کے حقوق کا خیال کرنے لگا۔ یوں ملک میں اصلاح احوال کی صورت بنی اور تعمیر وترقی کا نیا دور شروع ہو گیا۔

ریاست کی تعمیر کی شہرت چار سو پھیلی تو ارسلان کو ملک بدر کرنے والے بادشاہ اس سے ملنے کی خواہش کا اظہار کیا۔

ارسلان نے اپنا دلی عہد لانے کی شرط رکھی۔ بادشاہ اپنے والی عہد یعنی شہزادے کو لیکر بادشاہ کے دربار میں پہنچا تو اپنے دوست کو دیکھ کر حیران رہ گیا۔ ادھر بادشاہ بھی اسے دیکھ کر پریشان ہو گیا۔ ارسلان کا حسن سلوک دیکھ کر اسے شرمندی ہو رہی تھی مگر ارسلان نے کہا کہ بے شک آدمی کی حیثیت واختیار کا مالک وخالق وہی ہے جو دن رات کو آپس میں تبدیل کرنے کی طاقت رکھتا ہے مجھے آپ سے کوئی شکوہ نہیں اگر مجھے ملک بدر نہ کرتے تو آج بھی لکڑیاں بیچ کر گزارہ کر رہا ہوتا لیکن اللہ تعالی بہترین کارساز ہے۔

پیارے بچو آپ بھی محنت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اس لئے آپ کو بھی محنت کرنی چاہئے تاکہ آپ بھی کامیاب زندگی بسر کر سکیں۔

پبلشر نے مصنف سے کتاب لکھوائی، معاوضہ دیا۔

کاغذ والے سے کاغذ خریدا، معاوضہ دیا۔

کمپوزر سے کمپوز کروائی، معاوضہ دیا۔

پروف ریڈر سے پروف ریڈنگ کروائی، معاوضہ دیا۔

ڈیزائینر سے ڈیزائیننگ کروائی، معاوضہ دیا۔

پرنٹر سے پرنٹ کروائی، معاوضہ دیا۔

بائینڈر سے بائینڈنگ کروائی، معاوضہ دیا۔

ڈسٹری بیوٹر سے تقسیم کروائی، تگڑا کمیشن دیا۔

خریدار نے خریدی، اچھی لگی۔

اسکین کی، پی ڈی ایف بنائی اور...

سوشل میڈیا پر ہزاروں لوگوں کو مفت میں بانٹ دی۔

پڑھنے والے نے مزے سے ڈاؤن لوڈ کر لی۔

ہزار روپے کا پیزا اور پانچ سو روپے کا برگر کھاتے ہوئے مفت میں پڑھ لی۔

مصنف اور پبلشر نے احتجاج کیا تو ان پر ''علم دشمن'' کا لیبل لگا یا۔

خوب صلواتیں سنائیں، برا بھلا کہا، طعنے دیئے اور طنز کیا۔

پبلشر کو نقصان ہوا، اس نے مصنف کو معاوضہ دینا بند کر دیا۔

مصنف کو معاوضہ ملنا بند ہوا تو اس نے بھی لکھنا چھوڑ دیا...

اور کتاب مر گئی!!!!!!!!

غرورِ ادب

میرے جلسے سے اُٹھ آنے پر خفا ہے ہمنشیں؟
شاعروں کی فطرتِ عالی سے تُو واقف نہیں

جوہرِ ذاتی کا جب افسردہ ہوتا ہو وقار
کفر سے بدتر ہے اُس موقع پہ وضع انکسار

ناشناسانِ ادب بھُولے ہوئے ہوں جب شعُور
اُن مواقع پر عبادت کے برابر ہے غرور

دل ہمارا جذبہء غیرت کو کھو سکتا نہیں
ہم کسی کے سامنے جھک جائیں ہو سکتا نہیں

راہِ خودداری سے مر کر بھی بھٹک سکتے نہیں
ٹوٹ تو سکتے ہیں ہم لیکن لچک سکتے نہیں

حشر میں بھی خسروانہ شان سے جائیں گے ہم
اور اگر پُرسش نہ ہو گی تو پلٹ آئیں گے ہم

اہلِ دنیا کیا ہیں اور اُن کا اثر کیا چیز ہے
ہم خُدا سے ناز کرتے ہیں بشر کیا چیز ہے

Chromebook Shortcuts

Keys	Action	Keys	Action
Ctrl A	Select all	Ctrl R	Refresh
Ctrl B	Bold	Ctrl T	New tab
Ctrl C	Copy	Ctrl U	Underline
Ctrl F	Find	Ctrl V	Paste
Ctrl I	Italicize	Ctrl W	Close tab
Ctrl K	Create a link	Ctrl X	Cut (to paste)
Ctrl L	Omnibox text	Ctrl Z	Undo
Ctrl N	New window	Ctrl 1-9	Go to a tab
Ctrl	Caps lock	Ctrl 0	Reset zoom
Ctrl +	Zoom in	Ctrl -	Zoom out
Ctrl	Screenshot	Ctrl Shift	Screenshot (partial screen)

Tip: Press Ctrl + Alt + ? to see a map of these shortcuts on your screen.

Keys	Action	Keys	Action
	Search		Hide tabs
	Go back		Show all windows
	Go forward		Dim screen
	Refresh		Brighten screen

پاک اردو انسٹالر استعمال کرتے ہوئے اردو کا کونسا حرف کیبورڈ کی کس Key سے لکھا جاتا ہے۔

T	ت	P	پ	B	ب	Shift A	آ	A	ا
Shift H	ح	C	چ	J	ج	Shift C	ث	Shift T	ٹ
R	ر	Shift Z	ذ	Shift D	ڈ	D	د	Shift K	خ
X	ش	S	س	Shift X	ژ	Z	ز	Shift R	ڑ
E	ع	Shift V	ظ	V	ط	Shift J	ض	Shift S	ص
G	گ	K	ک	Q	ق	F	ف	Shift G	غ
W	و	Shift N	ں	N	ن	M	م	L	ل
I	ی	U	ء	H	ھ	O	ہ	Shift W	ؤ
.	ختمہ-	Shift P	پیش	Shift ,	زیر	Shift .	زبر	Y	ے

پاک اردو انسٹالر اردو بہتر انداز میں پڑھنے اور لکھنے کے لئے mBILALm.com ایم بلال ایم

10 Interesting Facts about Computers

1. The first electronic computer ENIAC weighed more than 27 tons and took up 1800 square feet.
2. TYPEWRITER is the longest word that you can write using the letters only on one row of the keyboard of your computer.
3. Doug Engelbart invented the first computer mouse in around 1964 which was made of wood.
4. There are more than 5000 new computer viruses released every month.
5. If there was a computer as powerful as the human brain, it would be able to do 38 thousand trillion operations per second and hold more than 3580 terabytes of memory.
6. The password for the computer controls of nuclear tipped missiles of the U.S was 00000000 for eight years.
7. HP, Microsoft and Apple have one very interesting thing in common – they were all started in a garage.
8. The first 1GB hard disk drive was announced in 1980 which weighed about 550 pounds, and had a price tag of $40, 000.
9. The original name of windows was Interface Manager.
10. The first microprocessor created by Intel was the 4004. It was designed for a calculator, and in that time nobody imagined where it would lead.

زکوٰۃ

زکوٰۃ ادا کرنا اسلام کے ارکان میں سے ایک اہم رکن اور عبادات میں اہم عبادت ہے' قرآن کریم میں صرف وہ مقامات جہاں نماز کے ساتھ زکوٰۃ کا حکم ہے اسی (80) سے زائد ہیں' جبکہ وہ مقامات جہاں منفرد طور پر زکوٰۃ کا حکم ہے اس کے علاوہ ہیں... عبادات بنیادی طور پر دو قسم کی ہیں (۱) بدنی عبادات مثلاً نماز (۲) مالی عبادت مثلاً زکوٰۃ' اسی لئے قرآن وحدیث میں عام طور سے عبادت کے بیان میں نماز اور زکوٰۃ کے تذکرے کو ترجیح دی جاتی ہے' سورۂ بقرہ کے آغاز میں اہل تقویٰ کی جو صفات بیان کی گئی ہیں ان میں بھی نماز اور انفاق کو اہمیت سے ذکر کیا ہے۔ ارشاد فرمایا:

"(ہاں) وہ لوگ جو ایمان لائیں، نیک عمل کریں، نماز قائم کریں اور زکوٰۃ ادا کریں وہ اپنے رب کے پاس اپنے اجر کے مستحق ہونگے نہ انہیں کوئی خوف لاحق ہوگا، نہ کوئی غم پہنچے گا۔"

یہ مشہور حدیث تو ہر مسلمان کو یاد ہونی چاہئے اور دل میں اس پر کامل یقین ہو تاکہ اسلام کی بنیاد کمزور نہ ہو۔ وہ حدیث نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان ہے:

"اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے (۱) لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار (۲) نماز قائم کرنا (۳) زکوٰۃ ادا کرنا (۴) رمضان کے روزے رکھنا (۵) بیت اللہ کا حج کرنا۔

زکوٰۃ مال کا وہ حصہ ہے جس کا ادا کرنا فرض ہے اور آج مسلمانوں کی شومئی قسمت کہ وہ اس فرض سے نہ صرف غافل ہیں بلکہ مسلمان کہلانے والوں کا ایک بڑا طبقہ ایسا ہے جو اس فرض کا نام سن کر، اس کا تذکرہ سن کر تنگ دل ہونے لگتا ہے۔ اسے اللہ کے نام پر مال کی ادائیگی گراں لگتی ہے،، بہت سے مسلمان زکوٰۃ کی فرضیت سے غافل، بہت سے لوگ حیلوں اور بہانوں کی تلاش میں رہتے ہیں جس کی بدولت زکوٰۃ سے بچ جائیں، کچھ مسلمان زکوٰۃ ادا کرتے ہیں مگر پورا حساب کتاب کئے بغیر محض اندازے سے یا ذوق کے مطابق کچھ مال زکوٰۃ کے نام سے نکال دیا حالانکہ یہ بھی بڑی کوتاہی ہے، زکوٰۃ نکالنے کے لئے پہلے پورا حساب کتاب کیا جائے تاکہ زکوٰۃ کی اصل رقم معلوم ہو اور پھر اس کی ادائیگی کی ترتیب بنائی جائے۔

زکوٰۃ کے بارے میں قرآن وحدیث میں کثرت اور وضاحت کے ساتھ تمام ضروری احکام وہدایات موجود ہیں اور زکوٰۃ ادا نہ کرنے پر بہت سخت وعیدات وتنبیہات سنائی گئی ہیں اور یہ سب اہتمام ہم جیسے ایمان والوں کے لئے کیا گیا ہے جو نفس اور شیطان کے بہکاوے میں آکر اسلامی احکامات سے دور ہو جاتے ہیں۔ یوں تو قرآن وحدیث میں اس موضوع پر بہت سا مواد موجود ہے لیکن یہ خاکسار یہاں محض ترغیب اور شوق دلانے کے لئے زکوٰۃ ادا کرنے کے حکم پر مشتمل احکام وفضائل والی چند آیات واحادیث کا ذکر

کرناضروری سمجھتاہے' اللہ کرے ان کی برکت سے ہماری ہدایت کاسامان ہوجائے' ارشاد خداوندی ہے۔
''اور قائم کروتم لوگ نماز کواور زکوٰۃ ادا کرواور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔''(سورہ بقرہ ۴۳)

حضرت تھانویؒ نے اس آیت کی تفسیر میں جو تحریر فرمایا،اس کا خلاصہ یوں ہے کہ اسلامی احکام میں اعمال دو قسم کے ہیں' ظاہری اعمال اور باطنی اعمال' پھر ظاہری اعمال کی دو قسمیں ہیں بدنی عبادات اور مالی عبادات گویا اب تین کلیات ہوگئیں' (۱) بدنی عبادات (۲) مالی عبادات (۳) باطنی اعمال۔ اللہ تعالیٰ نے درج بالا آیت میں ان تینوں کلیات کی اہم جزئیات بیان فرمادی ہیں' بدنی عبادات کے سلسلے میں نماز کا ذکر کردیا۔ مالی عبادات کے سلسلے میں زکوٰۃ کا ذکر کردیا اور باطنی اعمال کے سلسلے میں عاجزی و تواضع کا ذکر کردیا' اس سے بخوبی معلوم ہوگیا کہ جس طرح بدنی عبادات میں نماز سب سے مقدم اور اہم ترین ہے اسی طرح مالی عبادات میں زکوٰۃ سب سے مقدم اور اہم ترین ہے' ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اور ہمارے لیے اس دنیا میں بھی بھلائی لکھ دیجیے،اور آخرت میں بھی۔ ہم (اس غرض کے لیے) آپ ہی سے رجوع کرتے ہیں ۔اللہ نے فرمایا: اپنا عذاب تو میں اسی پر نازل کرتا ہوں جس پر چاہتا ہوں۔ اور جہاں تک میری رحمت کا تعلق ہے وہ ہر چیز پر چھائی ہوئی ہے۔ چنانچہ میں یہ رحمت (مکمل طور پر) ان لوگوں کے لیے لکوں گا جو تقویٰ اختیار کریں، اور زکوٰۃ ادا کریں اور جو ہماری آیتوں پر ایمان رکھیں۔''(سورۂ اعراف ۱۵۶)
بزرگوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت دنیا میں ہر شخص کے ساتھ ہے، نیک ہو یا بد سب اس رحمت سے فائدہ حاصل کرتے ہیں، لیکن آخرت میں یہ رحمت خاص متقی لوگوں کو ملے گی، جیسا کہ درج بالا آیت میں ارشاد ہوا اور ساتھ میں یہ بھی بتایا کہ متقی لوگوں کا ایک وصف اور ایک خاص پہچان یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اس آیت سے بھی زکوٰۃ کی اہمیت پوری طرح واضح ہے۔
ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور یہ جو تم سود دیتے ہو تاکہ وہ لوگوں کے مال میں شامل ہو کر بڑھ جائے تو وہ اللہ کے نزدیک بڑھتا نہیں ہے، اور جو زکوٰۃ تم اللہ کی خوشنودی حاصل کرنے کے ارادے سے دیتے ہو، تو جو لوگ بھی ایسا کرتے ہیں وہ ہیں جو (اپنے مال کو) کئی گنا بڑھا لیتے ہیں''۔(سورہ روم ۳۹)
اس آیت میں سود اور زکوٰۃ کے درمیان موازنہ کیا گیا ہے اور دونوں میں فرق بیان کیا گیا ہے کہ سود سے بظاہر مال بڑھتا ہے لیکن اللہ کے ہاں ایسے مال کی کوئی قدر و قیمت نہیں' اس کے برعکس زکوٰۃ جو محض اللہ کی رضاء کے لئے دی جائے بظاہر اس میں اپنا مال کم ہوتا ہے لیکن درحقیقت یہ عمل ان کے لئے بہت مفید ہے اس طرح ان کا مال اللہ کی ہاں بڑھتا رہتا ہے اور قیامت کے دن جب اہل ایمان اپنے اموال کا ثواب دیکھیں گے تو ان کی خوشی دوگنا ہو جائے گی۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں: جب قرآن پاک میں یہ آیت نازل ہوئی: ''اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اسے اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے، آپ انہیں دردناک عذاب کی خوش خبری سنا دیجئے۔'' تو صحابہ کرامؓ پر یہ آیت بہت بھاری گزری۔ حضرت عمرؓ نے فرمایا یہ مشکل میں حل کروں گا یہ کہہ کر حضرت عمرؓ، حضور ﷺ کی خدمت میں تشریف لے گئے اور عرض کیا، یارسول اللہ ﷺ ! یہ آیت لوگوں پر بہت بھاری گزری ہے، حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زکوٰۃ اسی لئے تو فرض کی ہے تاکہ بقیہ مال کو پاک اور طیب بنادے اور میراث بھی اسی لئے فرض ہوئی تاکہ مال بعد میں باقی رہے۔ حضرت عمرؓ نے یہ سن کر خوشی سے اللہ اکبر فرمایا، پھر حضور ﷺ نے فرمایا: میں تمہیں بتاؤں سب سے بہترین ذخیرہ کیا ہے؟ وہ عورت جو نیک ہو، جب خاوند اس کو دیکھے تو اس کی طبیعت خوش ہو جائے، جب اس کو کوئی حکم کرے تو وہ اطاعت کرے اور جب وہ کہیں چلا جائے تو وہ عورت (خاوند کی متروکہ چیزوں اور اپنی عفت کی) حفاظت کرے۔ (ابو داؤد)

اس حدیث سے چند امور واضح ہوتے ہیں ایک تو یہ کہ سونا، چاندی اور دیگر اموال جمع کرنا ہر حال میں برا نہیں بلکہ یہ اس وقت برا ہے جب اس کی زکوٰۃ نہ دی جائے اور اس میں سے جہاد میں خرچ نہ کیا جائے (فی سبیل اللہ سے اولاً جہاد مراد ہے) دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ زکوٰۃ ادا کرنا جس طرح بڑے اجر و ثواب کا سبب ہے اسی طرح اس کی برکت سے باقی مال پاک صاف اور طیب بن جاتا ہے، تیسرا فائدہ جاننے کے لئے پہلے ایک حدیث پڑھ لیں جو اسی آیت سے تعلق رکھتی ہے، مفہوم اس کا یوں ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو حضور ﷺ نے فرمایا: ''سونے چاندی کا ناس ہو یہ کیسی بری چیز ہے''۔ تین مرتبہ یہ بات فرمائی اس پر صحابہ کرامؓ نے دریافت کیا کہ خزانہ کے طور پر جمع کرنے کے لئے کیا چیز بہتر ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ذکر کرنے والی زبان، اللہ سے ڈرنے والا دل، اور وہ نیک بیوی جو دین کے کاموں میں معاون و مددگار ہو۔ (تفسیر کبیر)

اب تیسرا فائدہ یہ معلوم ہو گیا کہ سونا چاندی اور دیگر اموال جمع کرنا اگرچہ جائز ہے... لیکن پسندیدہ اور محبوب نہیں ہے بلکہ جو چیز پسندیدہ اور محبوب ہے وہ یہ ہے کہ انسان کو تین نعمتیں حاصل ہو جائیں تو یہ سونا چاندی سے بہت بہتر ہے (۱) ذکر کرنے والی زبان، کیونکہ زبان سے جو ذکر ہو گا وہ باقی رہنے والا اور دائم ہے جبکہ سونا چاندی فناء ہو جانے والی چیزیں ہیں، (۲) اللہ سے ڈرنے والا دل، یہ بہت بڑی نعمت ہے اور تقویٰ کی جڑ ہے۔ (۳) نیک بیوی جو دین کے کاموں میں معاون و مددگار ہو، اس طرح انسان عمر بھر اور مرتے دم تک دین کا کام کر سکتا ہے ورنہ اگر بیوی دین کے کاموں میں معاون نہ ہو تو الٹا شوہر کو بھی دین کے کام سے محروم کر دیتی ہے، (معاذ اللہ)

نبی کریم ﷺ کا ارشاد ہے: ''زکوٰۃ، اسلام کا (بہت بڑا اور مضبوط) پل ہے۔'' (الطبرانی)

اس حدیث میں زکوٰۃ کو اسلام کا پل قرار دیا گیا ہے حضرات اہلِ علم نے اس کے تین مطلب بیان فرمائے ہیں۔(۱) اسلام کی حقیقت تک آسانی سے پہنچنے کا ذریعہ زکوٰۃ ہے (۲) اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رسائی کے لئے زکوٰۃ ایک بہترین ذریعہ اور پل ہے۔(۳) پل صراط سے بآسانی گزرنے میں زکوٰۃ کا بڑا عمل دخل ہے۔

نبی کریم ﷺ کا فرمان ہے: ''جو شخص مال کی زکوٰۃ ادا کر دے تو اس مال کا شر (نقصان) ختم ہو جاتا ہے۔'' (صحیح ابن خزیمہ)

مطلب یہ ہے کہ ایسے مال پر آخرت میں عذاب نہیں ہو گا اور دنیا میں یہ مال لڑائی جھگڑے اور فتنے فساد کا باعث نہ ہو گا۔

آج مال کی حفاظت کے لئے دیگر دسیوں تدابیر بروئے کار لائی جاتی ہیں۔ لیکن زکوٰۃ کی طرف توجہ نہیں کی جاتی حالانکہ زکوٰۃ ادا کرنے کے بعد اگر کوئی سی بھی تدبیر کر لی جائے تو وہ مال محفوظ رہے گا ہر شر سے۔ انشاءاللہ
زکوٰۃ کی اہمیت، فضیلت اور ترغیب کے چند پہلوؤں پر مشتمل یہ چند آیات اور احادیث ان تمام مسلمانوں کے لئے کافی ہونی چاہئیں جو صاحب نصاب ہیں اور ان پر زکوٰۃ فرض ہے کیوں کہ اس کے بغیر اسلام کی تکمیل نہیں ہوتی۔

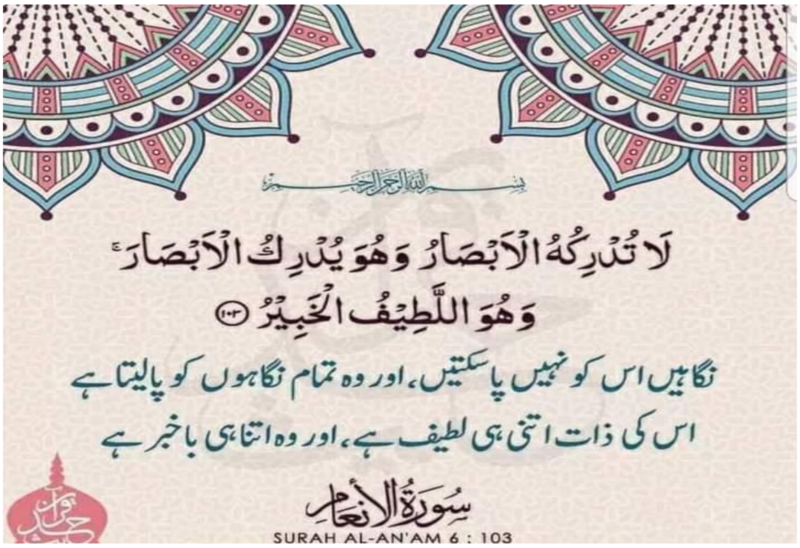

اردو لکھنے میں کی جانے والی ۱۲ غلطیاں

#1 پہلی

اردو کے مرکب الفاظ الگ الگ کر کے لکھنا چاہئیں، کیوں کہ عام طور پر کوئی بھی لفظ لکھتے ہوئے ہر لفظ کے بعد ایک وقفہ (اسپیس) چھوڑا جاتا ہے، اس لیے یہ خود بخود الگ الگ ہو جاتے ہیں۔

دراصل تحریری اردو طویل عرصے تک 'کاتبوں' کے سپرد رہی، جو جگہ بچانے کی خاطر اور کچھ اپنی بے علمی کے سبب بہت سے لفظ ملا ملا کر لکھتے رہے۔ جس کی انتہائی شکل ہم 'آجشبکو' کی صورت میں دیکھ سکتے ہیں۔ بہت سے ماہر لسانیات کی کوششوں سے اب الفاظ الگ الگ کر کے لکھے تو جانے لگے ہیں، لیکن اب بھی بہت سے لوگ انہیں بدستور جوڑ کر لکھ رہے ہیں۔ بات یہ ہے کہ جب یہ اردو کے الگ الگ الفاظ ہیں، تو مرکب الفاظ کی صورت میں جب انہیں ملا کر لکھا جاتا ہے، تو نہ صرف پڑھنا دشوار ہوتا ہے، بلکہ ان کی 'شکل' بھی بگڑ جاتی ہے۔

مندرجہ ذیل میں ان الفاظ کی 12 اقسام یا 'طرز' الگ الگ کر کے بتائی جا رہی ہیں، جو دو الگ الگ الفاظ ہیں یا ان کی صوتیات/آواز کو سامنے رکھتے ہوئے انہیں الگ الگ کر کے لکھنا ضروری ہے۔

*جب کہ، چوں کہ، چناں چہ، کیوں کہ، حالاں کہ

*کے لیے، اس لیے، اس کو، آپ کو، آپ کی، ان کو، ان کی

*طاقت وَر، دانش وَر، نام وَر

*کام یاب، کم یاب، فتح یاب، صحت یاب

*گم نام، گم شدہ

*خوش گوار، خوش شکل

*الم ناک، وحشت ناک، خوف ناک، *دہشت ناک، کرب ناک

*صحت مند، عقل مند، دانش مند،

*شان دار، جان دار، کاٹ دار،

*اَن مول، اَن جانا، اَن مٹ، اَن دیکھا، اَن چُھوا

*بے وقوف، بے جان، بے کار، بے خیال، بے فکر، بے ہودہ، بے دل، بے شرم، بے نام،

*امرت سر، کتاب چہ

*خوب صورت، خوب سیرت وغیرہ

#2 دوسری

اردو لکھتے ہوئے ہمیں یکساں آواز مگر مختلف املا کے الفاظ کا خیال رکھنا چاہیے، جیسے کہ 'کے اور کہ، سہی اور صحیح، صدا اور سدا، نذر اور نظر، ہامی اور حامی، سورت اور صورت، معرکہ اور مارکہ، قاری اور کاری، جانا اور جاناں وغیرہ

3تیسری#

اردو کا اہم ذخیرہ الفاظ فارسی کے علاوہ عربی کے الفاظ پر بھی مشتمل ہے، جس میں بہت سی تراکیب بھی عربی کی ہیں، ان کو لکھتے ہوئے ان کے املا کا خیال رکھنا چاہیے، جس میں بعض اوقات الف خاموش (سائلنٹ) ہوتا ہے جیسے بالکل، بالخصوص، بالفرض، بالغرض وغیرہ۔ جب کہ کہیں چھوٹی 'ی' یا کسی اور لفظ پر کھڑی زبر ہوتی ہے، جو الف کی آواز دیتی ہے، جیسے وزیرِ اعلیٰ، رحمٰن اور اسحٰق وغیرہ، اسی طرح بہت سی عربی تراکیب میں 'ل' ساکت ہوتا ہے جیسے 'السلام علیکم' اسے 'ل' کے بغیر لکھنا فاش غلطی ہے۔

4چوتھی#

زیر والے مرکب الفاظ جیسے جانِ من (نہ کہ جانے من) جانِ جاں (نہ کہ جانے جاں) شانِ کراچی (نہ کہ شانے کراچی) فخرِ پنجاب (نہ کہ فخرے پنجاب) اہلِ محلہ (نہ کہ اہلے محلہ) وغیرہ کی غلطی بھی درست کرنا ضروری ہے۔

5پانچویں#

اپنے جملوں میں مستقبل کے بارے میں گفتگو کرتے ہوئے 'کر دینا ہے' نہیں بلکہ 'کر دیں گے' لکھنا چاہیے، جیسے اب تم آ گئے ہو تو تم بول بول کے میرے سر میں درد کر دو گے (نہ کہ کر دینا ہے) اب ٹیچر آ گئے ہیں تو تم کتاب کھول کر پڑھنے کی اداکاری شروع کر دو گے (نہ کہ کر دینی ہے) لکھنا چاہیے۔

6چھٹی#

اردو کے 'مہمل الفاظ' میں 'ش' کا نہیں بلکہ 'و' کا استعمال کیا جاتا ہے، جیسے کتاب وتاب، کلاس ولاس، اسکول وسکول، پڑھائی وڑھائی، عادت وادت وغیرہ۔ انہیں کتاب شتاب، کلاس شلاس لکھنا غلط کہلاتا ہے۔

7ساتویں#

اردو میں دوزبر یعنی 'تنوین' والے لفظوں کو درست لکھنا چاہیے، اس میں دو زبر مل کر 'ن' کی آواز دیتے ہیں جیسے تقریباً، اندازاً، عادتاً، اصلاً، نسلاً، ظاہراً، مزاجاً وغیرہ۔

8آٹھویں#

کسی بھی لفظ کے املا میں 'ن' اور 'ب' جہاں ملتے ہیں وہاں 'م' کی آواز آتی ہے، اس کا بالخصوص خیال رکھنا چاہیے 'ن' اور 'ب' ہی لکھا جائے 'م' نہ لکھا جائے، جیسے انبار، منبر، انبوہ، انبالہ، استنبول، انبیا، سنبھل، سنبھال، اچنبھا، عنبرین، سنبل وغیرہ

9نویں#

اردو کے ان الفاظ کی درستی ملحوظ رکھنا چاہیے جو "الف" کی آواز دیتے ہیں، لیکن کسی کے آخر میں 'ہ' ہے اور کسی کے آخر میں الف۔ انہیں لکھتے ہوئے غلطی کی جائے، تو اس کے معانی میں زمین آسمان کا فرق پیدا ہو جاتا ہے۔ جیسے گلہ اور گلا، پیسہ اور پیسا، زن اور ظن، دانہ اور دانا وغیرہ وغیرہ۔

10دسویں#

الف کی آواز پر ختم ہونے والے الفاظ چاہے وہ گول 'ہ' پر ختم ہوں یا 'الف' پر، انہیں جملے میں استعمال کرتے ہوئے بعض اوقات جملے کی ضرورت کے تحت 'جمع' کے طور پر لکھا جاتا ہے، حالاں کہ وہ واحد ہی ہوتے ہیں۔ ایسے میں جملے کا پچھلا حصہ یا اس سے پہلے والا جملہ یہ بتا رہا ہوتا ہے کہ یہ دراصل 'ایک' ہی چیز کا ذکر ہے۔ جیسے:

میرے پاس ایک 'بکرا' تھا، اس 'بکرے' کا رنگ کالا تھا۔

میرے پاس ایک 'چوزا' تھا، 'چوزے' کے پر بہت خوب صورت تھے۔

ہمارا 'نظریہ' امن ہے اور اس 'نظریے' کے تحت ہم محبتوں کو پھیلانا چاہتے ہیں۔

جلسے میں ایک پر جوش 'نعرہ' لگایا گیا اور اس 'نعرے' کے بعد لوگوں میں جوش و خروش بڑھ گیا۔

ایک 'کوا' پیاسا تھا، اس 'کوے' نے پانی کی تلاش میں اڑنا شروع کیا۔

11گیارہویں#

انگریزی الفاظ لکھتے ہوئے خیال رکھنا چاہیے کہ جو الفاظ یا اصطلاحات (ٹرمز) رائج ہو چکی ہیں، یا جن کا کوئی ترجمہ نہیں ہے یا ترجمہ ہے تو وہ عام طور پر استعمال نہیں ہوتا، اس لیے انہیں ترجمہ نہ کیا جائے بلکہ انگریزی میں ہی لکھ دیا جائے۔ دوسری بات یہ ہے کہ جن انگریزی الفاظ کو اردو میں لکھا جائے گا، ان کی جمع اردو کی طرز پر بنائی جائے گی، نہ کہ انگریزی کی طرز پر، جیسے اسکول کی اسکولوں، کلاس کی کلاسوں، یونیورسٹی کی یونیورسٹیوں، اسٹاپ کی اسٹاپوں وغیرہ۔ تیسری بات یہ ہے کہ انگریزی کے بہت سے ایسے الفاظ جو 'ایس' سے شروع ہوتے ہیں، لیکن ان کے شروع میں 'الف' کی آواز ہوتی ہے، انہیں اردو میں لازمی طور پر الف کے ساتھ لکھا جائے گا۔ جیسے اسکول، اسٹاپ، اسٹاف، اسٹیشن، اسمال، اسٹائل، اسٹوری، اسٹار وغیرہ۔ لیکن ایسے الفاظ جو شروع تو 'ایس' سے ہوتے ہیں لیکن ان کے شروع میں الف کی آواز نہیں ہے انہیں الف سے نہیں لکھا جائے گا، جیسے سچیویشن، سورس، سینڈیکیٹ، سیمسٹر، سائن اوپسس وغیرہ۔

12بارہویں#

ہندوستانی فلموں نے اردو پر جو بھدا اثر ڈالا ہے، ان میں سے ایک یہ ہے کہ وہاں لفظ 'اپنا' کی جگہ میرا بولا جاتا ہے۔ ہمیں اردو لکھتے ہوئے اسے ٹھیک کرنا چاہیے، اس لیے 'میں میرے نہیں' بلکہ 'میں اپنے لکھا جائے' جیسا کہ میں میرے گھر میں میرے بھائی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ یہ بالکل غلط ہو گا، درست جملہ یوں ہو گا کہ میں اپنے گھر میں اپنے بھائی کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔

احساس

ایران کاایک بادشاہ سردیوں کی شام جب اپنے محل میں داخل ہو رہا تھاتوایک بوڑھے دربان کو دیکھاجو محل کے صدر دروازے پر پُرانی اور باریک وردی میں پہرہ دے رہا تھا۔

بادشاہ نے اُس کے قریب اپنی سواری کو رکوایااور اُس ضعیف دربان سے پوچھنے لگا:

"سردی نہیں لگ رہی؟"

دربان نے جواب دیا :

"بہت لگتی ہے حضور۔ مگر کیا کروں، گرم وردی ہے نہیں میرے پاس،اِس لئے برداشت کرنا پڑتا ہے۔"

"میں ابھی محل کے اندر جا کر اپنا کوئی گرم جوڑا بھیجتاہوں تمہیں۔"

دربان نے خوش ہو کر بادشاہ کو فرشی سلام کیےاور بہت تشکّر کا اظہار کیا،

لیکن بادشاہ جیسے ہی گرم محل میں داخل ہوا، دربان کے

ساتھ کیا ہوا وعدہ بھول گیا۔

صبح دروازے پر اُس بوڑے دربان کی اکڑی ہوئی لاش ملی اور قریب ہی مٹّی پر اُس کی یخ بستہ انگلیوں سے لکھی گئی یہ تحریر بھی:

بادشاہ سلامت،

"میں کئی سالوں سے سردیوں میں اِسی نازک وردی میں دربانی کر رہا تھا

مگر کل رات آپ کے گرم لباس کے وعدے نے میری جان نکال دی۔"

سہارے انسان کو کھوکھلا کر دیتے ہیں اسی طرح امیدیں کمزور کر دیتی ہیں اپنی طاقت کے بل بوتے جینا شروع کیجیے۔ سہاروں کی بساکھیاں پھینک کر اپنی طاقت آزمائیں۔!!!!!!!!!!!

کاہلی اور مایوسی

ڈاکٹر عمر عبدالکافی نے بتایا کہ ایک دن وہ ایک مسجد میں جمعہ کا خطبہ دے رہے تھے۔ نماز کے بعد ایک آدمی اس کے پاس آیا جس کے لمبے لمبے بالوں اور لمبی داڑھی تھی۔ حیرت کی بات یہ ہے کہ اس نے ظاہر کیا کہ اسے اپنے بارے میں بالکل بھی پرواہ نہیں ہے۔

انہوں نے ڈاکٹر عمر سے کہا: "میں بہت سست ہوں، مجھے بہت زیادہ نیند آتی ہے میں مشکل سے جاگتا ہوں، میں صرف کھانے کے لئے جاگتا ہوں اور دوبارہ سوتا ہوں۔

میں اپنے کام، اپنے مستقبل، اور ہر چیز کو نظرانداز کرتا ہوں اور مجھے کوئی پرواہ نہیں ہے۔ میرے بچے سمجھتے ہیں کہ میں ایک عجیب شخص اور بہت بورنگ ہوں۔

مجھ میں جوش کی کمی ہے، اور مجھے ہمیشہ مایوسی ہوتی ہے۔ مجھے کیا کرنا چاہیئے براہ کرم میری مدد کریں۔"

ڈاکٹر عمر نے اسے ایک دن میں کم سے کم 100 مرتبہ "استغفر اللہ" کہہ کر اللہ سے معافی مانگنے اور ایک ہفتہ کے بعد اس کے پاس واپس آنے اور اس کا نتیجہ بتانے کے لئے کہا۔

اس شخص نے کہا: "میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ میں سست ہوں، میں دن میں 15 گھنٹے سے زیادہ سوتا ہوں۔ میں اپنی دعاؤں، اپنے بچوں اور اپنے کاموں کو نظرانداز کر رہا ہوں، اور آپ مجھے اللہ سے معافی مانگنے کا کہہ رہے ہو؟"

ڈاکٹر عمر نے کہا:

'' بیٹا، ہم گوشت اور خون سے بنے ہیں۔ ہم انسان اپنے پروردگار کی نافرمانی کرنے اور گناہ کرنے کا انکشاف کرتے ہیں۔ یہ گناہ ہمارے جسموں پر بھاری ہو جاتے ہیں اور ہمیں سست بناتے ہیں۔ وہ ہمارے جوش و جذبے کو کم کرتے ہیں، اور ہمیں سستی اور سختی کا درس دیتے ہیں۔ میرے مشورے کو سنو اور اس کے نتیجے پر آپ حیران رہ جائیں گے۔''

6 دن کے بعد وہ شخص ڈاکٹر عمر کے پاس آیا، اور اس سے کہا: "میں آپ کا ہاتھ چومنا چاہتا ہوں۔

اب میں کبھی کبھی ایک دن میں 100 مرتبہ یا 400 بار یا 1000 بار استغفار کرتا ہوں۔

اللہ نے میرے دل میں سر گرمی اور الہام پیدا کیا ہے۔ میں 7 گھنٹے سے بھی کم سوتا ہوں اور یہ میرے لئے کافی ہے۔ میں اپنے کام کی جگہ کی ہر سر گرمی میں خود کو شامل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میں نے ایک نئی شراکت داری پر اتفاق کیا ہے اور میں نے 4 دن سے بھی کم عرصے میں معاہدہ کر لیا ہے۔ ان دنوں میں کبھی بھی اپنی دعاؤں سے محروم نہیں ہوا، اور میں اپنے بچوں کے ساتھ بہت قریب ہو گیا ہوں۔

استغفار میرے لئے ایک محرک دواؤں جیسے انرجی ڈرنک، بجلی کے چارجر کی طرح بن گیا ہے۔"

استغفار ایسے ہاتھ کی طرح ہے جو انسان کو آگے بڑھاتا ہے۔ یہ ہمارے پروردگار کی طرف سے ایک طاقت ہے۔

بالکل اسی طرح جیسے چھتری ہمیں سورج اور بارش سے بچاتی ہے۔ استغفار اس ہاتھ کی طرح ہے جو ہماری راہ میں آنے والی کسی بھی مشکل سے ہماری حفاظت کرتا ہے۔

اپنی زندگی کی کسی بھی ناکامی، یا جب آپ کو تکلیف ہو، یا مایوسی ہو، یا بیماری میں مبتلا ہو، یا کسی پریشانی میں گھیرے ہوں تو استغفار کا سہارا لیں۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ایک ہی نشست کے دوران 70 سے زیادہ مرتبہ "استغفر اللہ" کہتے تھے۔

استغفار کے ساتھ ہمارا پروردگار ہر طرح کی مشکلات سے ہماری حفاظت کرے گا۔

مسلم اسکالرز نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ استغفار انسان کو ہر چیز میں کامیاب ہونے میں مدد دیتا ہے۔

اب آپ کتنے خوش قسمت ہیں، کیوں کہ کوئی آپ کی وجہ سے "استغفر اللہ" کہے گا۔ کیونکہ آپ نے یہ علم شیئر کیا ہے، اور آپ نے اس نیکی کو کرنے میں رہنمائی کی ہے۔

استغفار ہمارے لئے اللہ کی رحمت ہے۔

آمین

قیاس

فقہ اسلامی کا چوتھا ماخذ قیاس ہے۔ قیاس کے لغوی معنی اندازہ کرنا، پیمائش کرنا، مطابق اور مساوی کرنا ہیں۔

اصطلاح میں ''حکم کی علت میں اشتراک کے سبب اس معاملہ کو جس کے شرعی حکم کے بارے میں نص وارد نہیں ہوئی، ایسے معاملہ کے ساتھ ملحق کرنا جس کے حکم کی بابت نص وارد ہوئی ہے (فقہ کہلاتی ہے) ''۔

قیاس کی اہمیت

قیاس فقہ اسلامی کا انتہائی اہم ماخذ ہے۔ زمانہ چونکہ تغیر پذیر ہے اور ہر آنے والا دن نئے مسائل اور نئے چیلنجز کے ساتھ رونما ہو رہا ہے تو اس صورت میں فقہ اسلامی کا دیگر تمام مذاہب میں یہ خصوصی امتیاز ہے کہ وہ ان جدید مسائل کے حوالے سے واضح رہنمائی کرتی نظر آتی ہے۔

اسلامی شریعت نے ایک ایسا خود کار نظام وضع کر دیا کہ جس میں قانون اور نظام کے اساسی قواعد و اصول نیز دستور اور آئین کے اساسی تصورات سب کے لیے مشترک اور واجب التعمیل ہیں۔ تمام انسان یکساں طور پر ان اصولوں کے پابند ہیں۔ اس جامعیت اور تنوع کی وجہ اس کی دقّتِ نظری اور آزادی رائے ہے جو ہر دور میں اس کی ترقی کے لیے مدد و معاون ثابت ہوتی آئی ہے۔

قیاس کی اسی اہمیت و افادیت کے حوالے سے قرآنِ کریم، سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام کے عمل سے بہت کچھ رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

قرآنِ کریم میں قیاس کی بنیاد کے حوالے سے درج ذیل آیاتِ مبارکہ سے رہنمائی حاصل ہوتی ہے۔

قرآن کی روشنی میں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

(۱) ﴿لِیَتَفَقَّہُوا فِی الدِّیْنِ﴾(۴۱)

''تاکہ دین میں فہم وبصیرت حاصل کرتے۔''

(۲)﴿فَاعْتَبِرُوْا یَاُولِی الأَبْصَارِ ﴾(۴۲)

''پس اے دیکھنے والو! عبرت حاصل کرو۔''

یہاں''اِعْتَبَرَ''کامطلب ہے''رَدَّ الشَّیْءَ الٰی نَظِیْرِہ ''کسی چیز کواس کے مثل کی طرف لوٹانا۔

حدیث کی روشنی میں:

قیاس کی دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے عمل سے بھی ملتی ہے؛چنانچہ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم حضرت معاذبن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یمن کا گورنر بناکر بھیج رہے تھے تو پوچھا:

''جب کوئی مقدمہ تمہارے سامنے پیش ہوگا توکیسے فیصلہ کروگے؟جواب دیاجیسا کتاب اللہ میں ہے اس کے مطابق فیصلہ کروں گا۔پھر سوال کیاکہ اگرکتاب اللہ میں صراحت کے ساتھ ذکر نہ ہوتو پھر کیسے فیصلہ کروگے؟جواب دیاپھر سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق فیصلہ کروں گا۔پھر سوال کیاکہ اگرسنت میں بھی صراحت کے ساتھ ذکر نہ ہوتو پھر کیسے فیصلہ کروگے؟جواب دیاایسی حالت میں اپنی رائے سے اجتہاد کرکے فیصلہ کروں گا۔اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کاشکر ہے کہ اس نے اپنے فرستادہ رسول کے فرستادہ کواس بات کی توفیق دی جواس کے رسول کو پسند ہے۔''

ہمارے معاشرے میں بے سکونی کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ ہم اپنے قرابت داروں کو سمجھنا ہی نہیں چاہتے کہ وہ کس بات سے خوش ہوتے ہیں یا کس بات سے انہیں تکلیف ہوتی ہیں یا ان کے کیا حقوق ہیں والدین ہیں تو ان کے کیا حقوق ہیں بہن بھائیوں کے ایک دوسرے پہ کیا حق ہے اور اگر میاں بیوی کا رشتہ ہے تو ان کے آپس کے تعلقات کیسے ہونے چاہیں اور ان کے کیا حقوق ہیں ہم بس اپنے دماغ میں اپنی ہی مرضی کا بھوت سوار کیئے جی رہے ہوتے ہیں اور ہم سمجھتے ہیں کہ کوئی ہماری فکر کرنے والا ہی نہیں، والدین کے لیئے اولاد کی پیدائش کے وقت کی خوشی کسی بھی چیز سے کم نہیں ہوتی اس کی قدر و قیمت وہی جان سکتا ہے جو اس نعمت سے محروم ہے ایک بچہ پیدا ہونے سے لے کر اُس کے بالغ ہونے تک والدین اگر دنیا کی ہر نعمت اپنی اولا کو نہیں دے سکے تو، لیکن وہ سب کچھ ضرور دیتے ہیں جو ان کے پاس دینے کو میسر ہوتا ہے اس کے برعکس کبھی بھی اولاد اپنے والدین کا حق ادا نہیں کر سکتی۔

اسی طرح کئی بار دیکھا گیا کہ بھائی اپنی بہنوں کو ان کا حق ادا نہیں کرتے خصوصاً جائیداد کے معاملے میں بسا اوقات بہنیں بھی بہت سارے معاملات میں بھائیوں سے زیادتی کر جاتی ہیں دونوں طرح کے حالات موجود ہیں آج کے معاشرے میں حتیٰ کہ یہاں تک بھی آپ کو واقعات ملیں گے والدین اپنی اولاد سے اس بات پہ حق تلفی کر جاتے ہیں انہیں کسی ایک سے زیادہ محبت ہے تو اُس کا ہر طرح سے خاص خیال اور خاص محبتوں سے نوازتے ہیں اس بات کی پرواہ کئے بغیر کہ وہ اپنی دوسری اولاد کا حق مار رہے ہیں، اور میاں بیوی کا تعلق تو آج کل ہمارے معاشرے میں ایک تماشا بن چکا ہے بیوی ہے تو اُس کی سوچ یہ ہے کہ وہ یوں راج کرے جیسے کوئی بادشاہ کرتا اور میاں ہے اگر تو وہ بھی اسی خیال میں ہے بس اسی کی سنی اور مانی جائے حالانکہ ایک خوشگوار اور حسین زندگی گزارنے کے لیئے اسی میں بھلائی ہے کہ ایک دوسرے کو ساتھ لے کے چلا جائے ایک دوسرے کے خاندانوں کی خوشیوں اور غموں میں برابر شریک ہوا جائے اگر آپ سے کوئی غلطی ہو گئی ہو تو اس پہ معافی مانگ لینے میں اپنی توہین نہ سمجھی جائے اور اگر آپ کے ساتھ کسی نے زیادتی کی ہے تو اُس کے معافی مانگنے پہ معاف کر دیا جائے یا آپ اپنے بڑے پن کا مظاہرہ کر کے اُسے معاف کر دیں آخر ہم انسان بھی تو اللہ سے معافی کے ہی طلب گار ہیں ضد اور انا کو پروان چڑھا کر اپنی مختصر سی زندگی کی خوشیاں برباد نہ کریں ایک بار اتنا ضرور سوچ لیں کہ جو کچھ ہم کر رہے ہیں کہیں اِس میں ہماری آخرت کی بربادی تو نہیں اگر ہم ایسا کر رہے ہے تو یقیناً بہت ہی خسارے کا سودا کر رہے ہیں وہ جو زندگی کبھی نہ ختم ہونے والی ہے اُس کا سودا ہم اِس دنیا میں رہتے ہوئے کریں گے کیونکہ اللہ پاک نے واضح الفاظ میں قران پاک میں فرمادیا "فَمَن يَعْمَلْ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ خَيْرًا يَرَهُ (7-99)"

پس جس نے ذرہ برابر نیکی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا

اور جس نے ذرا برابر برائی کی ہو گی وہ اسے دیکھ لے گا

علم دریچے

چوبیس گھنٹوں میں

آپ ۳۰،۴۰ مرتبہ سانس لیتے ہیں۔

۷۷۵ بڑے پٹھوں اور عضلات کو حرکت دیتے ہیں۔

۴۳۸ مکعب فٹ ہوا سانس کے ذریعے اندر لیتے ہیں۔

دل ۱۰۳۶۷۹ بار دھڑکتا ہے۔

آپ کا دماغ ۱۰،۰۰۰۰۰ خلیوں کو استعمال کرتا ہے۔

ہم اوسطاً ۴۳۰۰ الفاظ بولتے ہیں۔

خطرناک غلطیاں

راز کی بات دوسرے کو بتا کر اس سے کسی اور کو نہ کہنے کی غلطی۔

اپنی آمدنی سے بڑھ کر خرچ کرنا اور خوشحالی کی امید رکھنا۔

مشکل وقت میں لوگوں کے کام نہ آنا اور ان سے ہمدردی کی امید رکھنا۔

خود کو سب سے عقلمند اور بہتر تصور کرنا۔

ماں باپ کو پانا اور ان کی خدمت کر کے حجِ اکبر جتنا ثواب نہ پانا۔

جدید محاورے

پڑھا کو کیا جانے استاد کی مار۔

جیسا طالبِ علم ویسا رزلٹ۔

جہاں پیپر، وہاں نقل۔

طلبہ کے خواب میں اچھے نمبر۔

نالائق کو نقل کا سہارا۔

جو ڈانٹتے ہیں، وہ مارتے نہیں۔

سمجھا مشکل، نکلا آسان۔

اسکول میں رہنا اور استاد سے بیر۔

ماضی، حال اور مستقبل

خوش رہو اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھو کہ ماضی راکھ کا ڈھیر ہے۔

پاؤں مضبوط جمائے رکھو کہ حال سمندر کی طرح لمحہ بہ لمحہ سرک رہا ہے اور ----------

آنکھیں کھلی رکھو کہ مستقبل ایک خلا ہے۔

نیند کے تین درجے

آپ کی نیند ضرورت ہے، لیکن آپ سونا نہیں چاہتے۔

آپ سونا چاہتے ہیں، لیکن آپ کے پاس وقت نہیں۔

آپ سونا چاہتے ہیں، آپ کے پاس وقت بھی ہے لیکن آپ کو نیند نہیں آتی۔

Mathsکا پیپر

وہ خواب تھا جو بکھر گیا وہ خیال تھا جو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ملا نہیں

مگر دل کو کیا ہوا یہ کیوں بجھا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔پتا نہیں

ہر اک دن اداس دن، تمام شب۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔اداسیاں

Mathsمیں کیا فیل ہوئے کہ جیسے اب

کچھ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔بچا

نہیں

علم کیا ہے؟

حضرت علی □ سے کسی نے پوچھا: "علم کیا ہے؟" تو آپ □ نے فرمایا:

"اگر کوئی تم پر ظلم کرے تو اسے معاف کردو۔ اگر کوئی تعلقات توڑے تو جوڑ لو۔ اگر تمہیں کوئی محروم کرے تو اسے نواز دو۔ اگر کسی سے انتقام لینا ہو تو عفوو در گزر سے کام لو غصے میں ایسی بات نہ کرو کہ بعد میں ندامت ہو۔"

"یہ علم ہے"

ماڈرن ڈکشنری آف اسٹوڈنٹ

چاک: جو نشانہ پکا کرنے کے کام آتا ہے۔

ڈیسک: جو شاگردوں کے ڈھول بجانے کے ساتھ ساتھ سونے کے بھی کام آتا ہے۔

بلیک بورڈ: جو خالی پیریڈ میں ٹائم گزارنے کا موقع دے۔

فولادی گھنٹی: سخت سے سخت استاد کو کمرے سے نکالنے کا واحد ذریعہ۔

ڈسٹر: جو شاگردوں کے جوتے صاف کرنے کے لیے بے حد کارآمد ہے۔

کلاس روم: جو دورانِ لیکچر قبرستان کی طرح پر سکون اور خالی پیریڈ میں مچھلی بازار بنا ہوا ہوتا ہے۔

لائبریری: جو خطوط لکھنے لکھانے کی نہایت موزوں جگہ۔

کتاب: جو اشعار لکھنے کے لیے عمدہ ڈائری کا کام دیتی ہے۔

طالبِ علم: جواب طالبِ علم کے سوا سب کچھ ہے یعنی طالبِ فلم، طالبِ فیشن وغیرہ۔

چائے کے اقوال

چائے *دوستی کی ابتدا ہے۔

چائے *زندہ دلی کا نام ہے

چائے *زندگی کی نشانی ہے

چائے *شدت غم کو چھپا لیتی ہے

چائے *محبت کی روح ہوتی ہے

چائے *دلوں کو جیتنے کا زریعہ ہوتی ہے

چائے *شخصیت میں نکھار پیدا کرتی ہے

اولاد کی اصلاح کا ایک نیا انداز

میں جب بھی کسی سُلجھے ہوئے خوش حال نوجوان کو دیکھتا ہوں تو یقین ہو جاتا ہے کہ ضرور اس کا باپ صالح اور نیک آدمی ہو گا۔

فرمانِ الٰہی { وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا } کی صداقت نظر آنے لگتی ہے۔ باپ اگر نیک ہو تو اِس کا فائدہ دُنیا ہی میں اِس کی اولاد کو ہونے لگتا ہے۔

ڈاکٹر نبیل عوضہ کہتے ہیں کہ:

"مجھے جب نوافل کی ادائیگی میں سُستی اور کاہلی ہونے لگتی ہے تو مجھے میرے بیٹے اور دُنیا کی پریشانیاں یاد آتی ہیں کہ کہیں نوافل کی ادائیگی میں میری سُستی اور کاہلی میری اولاد کی پریشانیوں کا سبب نہ بن جائے۔"

اپنی اولاد کو خوش حال زندگی اور دُنیا کی پریشانیوں سے نجات دِلانے کا ایک اہم ذریعہ ہماری صالحیت اور نیک بختی ہے۔ ہر شخص کی تمنا ہوتی ہے کہ اِس کی اولاد نیک اور فرماں بردار ہو لیکن صرف خواہش سے کچھ نہیں ہوتا اِس کے لئے خود بھی نیک اور صالح بننے کی ضرورت ہے۔

سیّدنا حضرت عبداللہؓ بِن مسعودؓ جب رات میں نوافل ادا کر رہے ہوتے تو سامنے اپنے چھوٹے بچے کو سویا ہوا دیکھ کر کہا کرتے تھے:

"من اجلک یا بنی"

(یہ تیرے روشن مستقبل کے لئے ہے) اور روتے ہوئے

{ وَكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا } کی تلاوت کرتے۔۔

سیّدنا حضرت سعید بِن مسیّبؒ کا بھی یہی حال تھا، فرماتے ہیں:

" اني لأصلي فأذكر ولدي فأزيد في صلاتي"

(نماز پڑھتے ہوئے جب مجھے اپنے بچے یاد آتے ہیں تو نماز لمبی کر دیتا ہوں۔)

سورۃ کہف کے میں مذکور واقعے سے بھی یہی بات سامنے آتی ہے کہ باپ اگر نیک ہو تو اِس کا فائدہ اِس کی اولاد کو بھی ہوتا ہے۔

ڈاکٹر نبیل عوضہ کہتے ہیں کہ میرا ایک دوست کویت میں ایک حکومتی ادارے میں اچھے منصب پر فائز ہے، وہ روزانہ چند گھنٹے فلاحی کاموں میں لگاتا ہے۔ میں نے کہا کہ تم اپنے کام میں زیادہ دِلچسپی لو تو شاید تمہارا منصب اور مقام اور زیادہ ہو جائے گا۔ کہنے لگا:

"تُم جانتے ہو کہ میں چھے بچوں کا باپ ہوں جن میں سے اکثریت میرے بیٹوں کی ہے اور مجھے ڈر ہے کہ کہیں یہ بے راہ روی کا شکار نہ ہو جائیں۔ جب سے میں نے { وكَانَ أَبُوهُمَا صَالِحًا } کی تفسیر پڑھی ہے، اپنی زندگی کا ایک حِصّہ فلاحی کاموں کے لئے وقف کر دیا ہے اور میں اِس کے بہترین اثرات اپنے بیٹوں میں دیکھ رہا ہوں۔"

👈 کیا آپ چاہتے ہیں کہ آپ کی اولاد نیک صالح اولاد ہو تو آپ بھی اپنی زندگی اچھے فلاحی و دینی کاموں میں لگا دیجیے۔

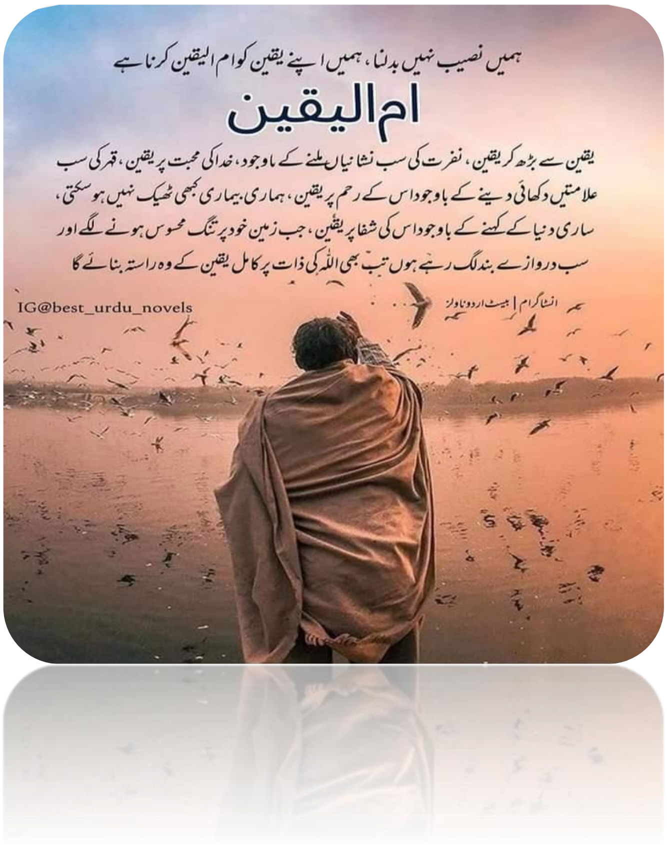

کہانی ایک قلم کی

میرا تصور کئی ہزار سال پرانا ہے، انسان میری اہمیت واہلیت کا ہمیشہ سے معترف رہا ہے۔ اگر میں اپنی فلسفیانہ تعریف کرنا چاہوں تو یہ کہنا بے جا نا ہوگا کہ میں آلہ کار ہوں، صفات کا عکس دکھانے والا آئینہ ہوں، اچھے کے ہاتھ میں اچھا برے کے ہاتھ میں برا ہوں۔

میں نے ہر روپ دیکھا ہے اور ہر شخصیت کا مظہر بنا ہوں، یہ صفات میرے ساتھ ہی منسوب ہیں کہ میں کہیں قاضی تو کہیں قاتل، کہیں بے حیائی تو کہیں دین متیں کی آواز بنا ہوں، دراصل میں بھی ایک انسان کی مانند بلکہ اسی کا ایک روپ ہوں، برائی مجھے برا بنا دیتی ہے تو اچھائی مجھے اچھا۔

دو چیزوں سے بہت گہرا تعلق رہتا ہے، ہاتھ کے حکم پے چلتا ہوں اور سیاہی پر حکم چلاتا ہوں جیسے انسانی فطرت ہو، کسی اعلیٰ کا بس چلے تو وہ تم سے اختیارات چھین لے، اور تمہارا بس چلے تو اپنے سے ادنیٰ پر مختار ہو جاؤ۔

عصر حاضر میں میرے معیارات تبدیل ہو چکے ہیں۔ میری لکھائی اور پائیداری کو بعد میں پرکھا جاتا ہے پہلے میرے حسن کا بول بالا ہوتا ہے بلکہ اکثر اوقات تو اسی بنیاد پہ ہی مجھے خریدا جاتا ہے۔

اگر میں سپر مارکیٹ کے قیمتی سٹور پر دستیاب ہوں گا تو اشرافیہ کی نگاہوں کا مرکز بن جاؤں گا، اونچی عمارتیں، فرنگی تعلیم، اے سی ہیٹر ڈ رہائش گاہیں وغیرہ میرا مستقبل ہے اور اگر کسی پسماندہ گاؤں کی گلی کے نکڑ پہ موجود ٹھیلے پہ میرا وجود ہو تو میرے نصیب میں چٹائی پہ بیٹھا متوسط گھرانے کا کامی، شیدا، فخر و یا منا ہی ہوگا۔

پیدائش سے اب تک ہر دور میں عروج وزوال کا شاہد ہوں، اگر مشرقی تاریخ میں قرآن، تفاسیر، احادیث وفقہ جیسے علوم تصنیف کرنے کی سعادت حاصل کی تو مغرب میں: دی ریپبلک، ہیملٹ، رومیو جولیٹ اور ایلیڈ، اوڈیسی جیسے شاہکار میرے مرہون منت ہیں۔

بادشاہوں کو شاہ بنانے والا، ان کی سلطنت گرانے والا، تہذیبوں کو بدلنے والا، تاریخ رقم کرنے والا بلکہ مبالغہ آرائی نہ کی جائے تو اس حد تک کہنا جائز ہے کہ دنیا جس ہستی کے دم قدم سے پروان چڑھی ہے وہ میں ہوں۔

ہر عروج کو زوال ہے، ہر شے فانی ہے، دنیا، اس میں رہنے والے، ان کی تہذیب وثقافت، جیسا کہ مغربی تہذیب کو ڈارک ایج کا سامنا کرنا پڑا، سلطنت عثمانیہ کے بھی ٹکڑے ہوئے، مغلیہ بادشاہت نے بھی ایسٹ انڈیا کمپنی کے سامنے گھٹنے ٹیک دیے۔ سپر پاور کی گنتی شروع ہو چکی ہے یا نہیں مجھے علم نہیں، مگر مجھے اتنا علم ہے کہ آج میں زوال پذیر ہوں۔

میرا استعمال، میری وقعت واہمیت سب ایک افسانہ بنتا جا رہا ہے، پہلے کسی دور میں مجھے ماتھے کا جھومر بنا دیا جاتا تھا، آج چند روز کے استعمال کے بعد میں کوڑے دان میں ملتا ہوں۔

ہنسی گھر

بلکہ اب تو انتہا ہو چکی ہے کہ میرا استعمال کرنے کے بجائے، ٹائپنگ کو ترجیح دی جاتی ہے، وائس ٹائپنگ تک ایجاد ہو چکے ہیں، مجھے 21ویں صدی سوتیلے والدین کی طرح خود سے جدا کر رہی ہے، میں اپنی آخرت کے متعلق سوچنے پر مجبور ہو چکا ہوں، شاید میری یہ آپ سے آخری چند ملاقاتیں ہوں تو ایک عظیم تاریخی نسبت کی لاج رکھتے ہوئے اے بنی نوع انسان! میں کوچ کرنے سے پہلے ایک وصیت کرنا چاہتا ہوں، یہ وہ سبق ہے جو میں نے ہزاروں سال اعلیٰ زندگی گزارنے سے سیکھا ہے، دیکھو! اپنا انجام یاد رکھو، بلندیوں کو چھوتے چھوتے زمیں کو نہ بھلا دینا جس نے تمہیں چلنا سکھایا۔

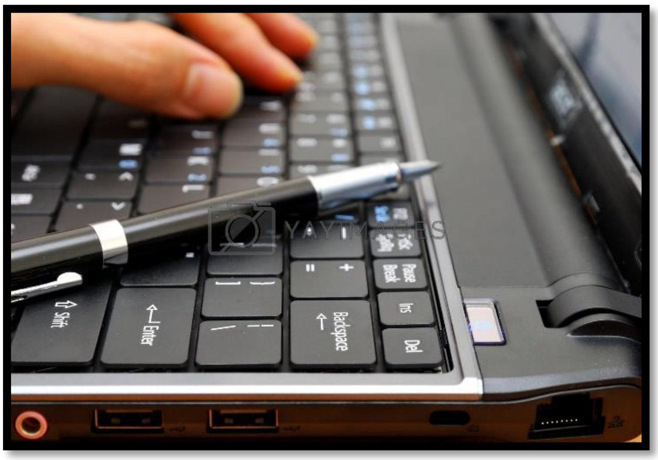

یاد رکھو! ہر عروج کو زوال ہے، ہر صبح کی شام ہے اور ہر زندگی کی موت اٹل ہے۔ اپنے آغاز و اختتام سے ناتا جوڑ رکھو چاہے اس کی کوئی بھی صورت ہو، اگر میں نے اپنی تخلیق اور انجام کی خبر لی ہوتی تو مجھے کبھی ماضی نہ بنایا جاتا، اگر مشین سے میرے مراسم مضبوط ہوتے تو ضرور کہیں کونے کھدڑے میں مجھے سانس لینے کو جگہ ملی رہتی، لہذا یاد رکھنا بطور انسان تمہاری ابتداء تمہارے والدین ہیں اور انجام تمہاری اولاد۔

بطور مسلمان تمہاری ابتداء ''الست بربکم؟'' اور انجام ''من ربک؟'' ہے۔

بطور پاکستانی وطن کی مٹی سے محبت آغاز اور وطن کی ترقی میں اپنا حصہ شامل کر جانا، اختتام ہے۔

انہیں یاد رکھو، ان سے اچھے مراسم رکھو اور امر ہو جاو، آج اسی کا نام زندہ ہے جس نے وفا کی ہے۔

مجھے دیکھو مجھے موت سے ڈر نہیں لگتا بلکہ آج مجھے افسوس صرف اس بات کا ہے کہ میں اپنی آپ بیتی بھی ٹائپ کر کے سنانے پر مجبور ہوں۔

واسلام

☆ایک بوڑھی عورت نیند نہ آنے کے مرض میں گرفتار تھی ڈاکٹروں سے مایوس ہو کر وہ ایک ماہر ہپناٹزم کے پاس گئی وہ بھی انہیں بٹھا کر بہت دیر تک ''آپ سو رہی ہیں' آپ کو نیند آ رہی ہے' وغیرہ کہتا رہا مگر بات نہ بنی۔ بالآخر اس نے پسینہ پونچھتے ہوئے کہا: ''میں معافی چاہتا ہوں خاتون میں آپ کو سلانے میں ناکام رہا''۔اس بات پر بوڑھی عورت نے کہا: ''خیر تم بالکل ناکام بھی نہیں ہوئے کم از کم میری ٹانگیں سو گئی ہیں

☆ایک صاحب کے گھر کے گھنٹی مسلسل بج رہی تھی اس نے دروازہ کھولنے سے پہلے غصے سے پوچھا'' کون گدھے کا بچہ ہے ؟''۔ باہر سے آواز آئی: ''ابو! میں ہوں''۔

☆ایک چھوٹی لڑکی نے جس کا باپ جج تھا۔پیار سے پوچھا۔''اباجان میری سالگرہ پر آپ مجھے کیا تحفہ دیں گے۔'' باپ جو کسی مقدمے کا فیصلہ لکھنے میں مصروف تھا۔ بولا۔''چودہ سال قید بامشقت۔''

صاحب(مالی سے): "آج تم نے پودوں کو پانی کیوں نہیں دیا؟"

مالی: جناب آج تو بارش ہو رہی ہے۔

صاحب طیش میں آ کر بولے: کام چور چھتری لے کر پانی دے دیتے۔

☆گاہک(دکاندار سے)اس ٹائی کی کیا قیمت ہے۔دکاندار: پچاس روپے۔گاہک: پچاس روپے میں تو اچھا خاصا جوتوں کا جوڑا مل سکتا ہے۔دکاندار: تو پھر جوتوں کا جوڑا لے کر گلے میں لٹکائیں۔

☆ایک صاحب نے گھر پر فون کیا۔اتفاق سے فون ان کی نوکرانی سے اٹھایا۔انہوں نے پیغام دیا کہ تیل بھیج رہا ہوں لے لو۔ نوکرانی نے فون کا ریسیور جھٹ سے بالٹی میں لگا دیا۔ بیگم نے جو یہ دیکھا تو پوچھا کہ یہ کیا کر رہی ہو؟ نوکرانی سے نے جواب دیا۔''بی بی جی! صاحب تیل بھیج رہے ہیں وہی لے رہی ہوں۔''

☆لڑکا(ڈاکٹر سے): کیا آپ کے پاس درد کی دوا ہے؟''۔ڈاکٹر: ''درد کہاں ہو رہا ہے؟''۔ لڑکا: ''ابھی درد نہیں ہو رہا ٹھہر کر ہو گا کیونکہ اباجان رزلٹ دیکھ کر آتے ہی ہوں گے''۔

بوجھو تو جانیں

☆ نہیں انگوٹھے میں انگلی میں ہے
ذرا غور کر کے بتائیں وہ شے ؟

☆ پانی پی پی پھول رہی ہے
پیٹھ پہ جھولا جھول رہی ہے

☆ کبڑی ماں نے بچے پالے
دھکے دے کے گھر سے نکالے

☆ ننھا منا بڑا دلیر ، کرلیتا ہے سب کو زیر
چور اور ڈاکو ڈر کر بھاگے ، آتا ہے جب ان کے آگے

☆ آندھی ہو یا تیز ہوا
کبھی نہ بجھے یہ دیا

☆ نیچے سے جب اوپر جائے
پھر وہ کیسے نیچے آئے ؟

☆ ایک ہے چیز بڑی انمول ، وہ چپٹی ہے اور نہ گول
پردوں کے پیچھے رہتی ہے ، سب کچھ دیکھو وہ کہتی ہے

☆ ایک ادا سے جب وہ تھرکے ، چھم چھم ناچ دکھائے
ایک بھالا سامنہ میں لے کے ، سینہ پہ چڑھ جائے

☆ یہ نہ ہو تو کوئی پرندہ
کبھی نہیں رہ سکتا زندہ

☆ ایک استاد ایسا کہلائے
آپ نہ بولے سبق پڑھائے

☆ ایک سمندر تیس جزیرے
بکھرے ان میں موتی ہیرے
جو بھی ان کی سیر کو جائے
مفت میں ہیرے موتی پائے

جوابات

۱:انگوٹھی ۲:مشک ۳:تیر کمان ۴:پستول

۵:چاند ۶:دھواں ۷:آنکھ

۸:سلائی مشین ۹:چونچ ۱۰:کتاب

۱۱:قرآن مجید

گھریلو ٹوٹکے

خطرناک امراض سے بچنے کے لیے بھنڈی کھائیے

طبی ماہرین کے مطابق بھنڈی کولیسٹرول کو کم کرنے، دمہ سے بچاؤ کے علاوہ شوگر کے مریضوں کو بھی فائدہ پہنچاتی ہے۔

مولی فاسفورس، کیلشیم، وٹامن سی اور فولاد کا ذخیرہ

مولی پتھری کے مرض کے لئے ایک مفید سبزی ہے۔

آلو اپنے فوائد کے اعتبار سے دنیا کی مفید ترین سبزی

ابلا ہوا آلو بغیر نمک کے کھایا جائے تو اس سے ہائی بلڈ پریشر کنٹرول کرنے میں بڑی مدد ملتی ہے۔

ہرے پتوں والی سبزیاں:

پالک، چولائی، تیز پتہ اور دیگر گہرے سبز رنگت والی سبزیوں میں بہت قیمتی معدنیات پائی جاتی ہیں جن میں کیلشیئم، پوٹاشیئم، فولیٹ، زنک اور مینگنیز شامل ہیں۔ یہ دماغ کو افعال کو بہتر بناتی ہیں۔

السی

السی ایک ایسا پودا ہے جو صحت کیلئے بہت فائدہ مند ہے۔ روزانہ السی کے 2-1 چمچ بیج کھانے سے کینسر، دل کی بیماریاں، ڈائیبٹیج، جوڑوں کا درد، موٹاپا، جلد متعلق بیماری، پتھری، سردی، زکام، کھانسی، قبض، بواسیر اور ذہنی بیماریوں سے راحت ملتی ہے۔ غذا ییتا لسی کے بیجوں کو کسی بھی موسم میں کھا سکتے ہیں.

گوبھی اور شاخ گوبھی:

گوبھی اور شاخ گوبھی (بروکولی) میں فائٹو کیمیکلز اور دیگر اہم اجزا پائے جاتے ہیں جو کینسر سے بچاتے ہیں اور دماغ کو تندرست و توانا رکھتے ہیں۔

سورج مکھی

سورج مکھی کے بیجوں میں موجود وٹامن ای جلد کو خوبصورت رکھنے کے ساتھ ساتھ جسمانی جلن کی شدت کو کم کرتا ہے جب کہ دوسری جانب یہ دل کو مضبوط کرتا ہے کیونکہ اس میں مفید ریشہ (فائبر) موجود ہوتا ہے، بیج میں موجود سیلینیئم بدن میں کینسر کو پھیلنے سے روکتے ہیں۔

پھلیاں

مٹر اور دیگر اقسام کی پھلیاں ایسٹروجن اور دماغ کے لیے ضروری اجزا سے بھرپور ہوتے ہیں۔ ان میں فائبر دماغ کے لیے نہایت اہم کردار ادا کرتا ہے۔

بیوٹی ٹپس

رات کو سونے سے قبل کسی معیاری کوالٹی کی کریم یالوشن سے ہاتھ اور پیروں کی جلد کا لازمی مساج کریں اور صبح کسی اچھے صابن سے دھولیں جلد نرم وملائم اور تروتازہ رہے گی۔ہاتھوں اور پیروں پر موئسچرائزر کا استعمال کریں۔

ہاتھوں کی جلد کے لیے

☆ رات کو سونے سے پہلے ہاتھوں پر اچھی طرح گلیسرین لگائیں اور اسے ڈھانپ لیں۔ جلد نرم اور ملائم ہو جائے گی۔

☆ صندل کے باریک پاؤڈر میں سیب کا گودا شامل کرلیں، اگر آسانی دستیاب ہو تو اس میں عرق گلاب کے چند قطرے بھی شامل کرلیں اور پھر اس لیپ کو ہاتھوں پر لگائیں، ہاتھ کی جلد خشک ہونے سے محفوظ رہے گی۔

☆ بالائی میں لیموں کا رس شامل کر کے اگر اسے ہاتھوں پر لگایا جائے تو نہ صرف بلکہ ان کی دلکشی میں بھی اضافہ ہاتھ سرد موسم میں خشکی سے محفوظ رہیں گے ہوگا۔

☆ ٹماٹر کا رس اور بالائی ملا کر ہاتھوں پر لگانے سے جلد میں نرمی پیدا ہو گی اور انگلیوں اور کہنیوں پر موجود سیاہ دھبے بھی غائب ہو جائیں گے۔

پیروں کی جلد کے لیے

☆ پیروں پر رات کو کولڈ کریم یا لوشن لگانے کے بعد اگر جرابیں یعنی موزے پہن کر سویا جائے تو صبح پیروں کی جلد بہت ہی نرم اور ملائم نظر آتی ہے۔

☆ اس کے علاوہ ہفتے میں ایک مرتبہ پیروں کا پیڈی کیور ضرور کریں جو گھر اور پارلر دونوں جگہ آسانی سے کیا جاسکتا ہے۔

☆ ایڑھیاں پھٹنے کی صورت میں کریک کریم استعمال کریں اس سے پیر حسین اور خوبصورت ہو جاتے ہیں۔

☆ پپیتے کا پیسٹ ایڑھیوں پر ہلکے ہاتھوں سے لگائیں تو ایڑھیاں اپنی درست حالت میں آجائیں گی اور پیروں کی خوبصورتی میں بھی اضافہ ہوگا۔

☆ صندل کے باریک پاؤڈر میں کھیرے کا عرق شامل کر کے اس کا پیسٹ پیر کی بیرونی سطح پر لگانے سے پاؤں حیرت انگیز طور پر حسین ہو جائیں گے۔

☆ سردیوں کے دنوں میں رات کو سونے سے قبل اگر پیروں اور خاص طور پر ایڑیوں پر ناریل کا تیل لگا کر اسے ڈھانپ لیا جائے تو ایڑیاں پھٹنے سے بچ جاتی ہیں۔

پیروں اور ہاتھوں کی حفاظت میں احتیاط

☆ کھارے اور سمندر کے پانی میں زیادہ دیر تک ہاتھ اور پاؤں نہ رکھیں جلد کو نقصان ہوتا ہے۔

☆ برتن دھوتے ہوئے ربڑ کے گلوز استعمال کریں تاکہ ہاتھوں کی جلد محفوظ رہے۔

☆ سرد موسم میں رات کو سونے سے قبل پیروں کو صاف کر کے ان پر جرابیں پہننے سے جلد محفوظ رہتی ہے۔

☆ کسی بھی غیر معیاری کمپنی کا کوئی بھی لوشن، کریم یا صابن استعمال کرنے سے گریز کریں۔

☆ جو کریم یا لوشن استعمال کیا جائے اس پر اس کی معیاد کی تاریخ ضرور نوٹ کریں۔

☆ اگر ہاتھوں اور پیروں کی جلد کسی بیماری کا شکار ہے تو سرد موسم میں اس پر کوئی بھی کریم لگانے سے پہلے ڈاکٹر سے ضرور رجوع کریں۔

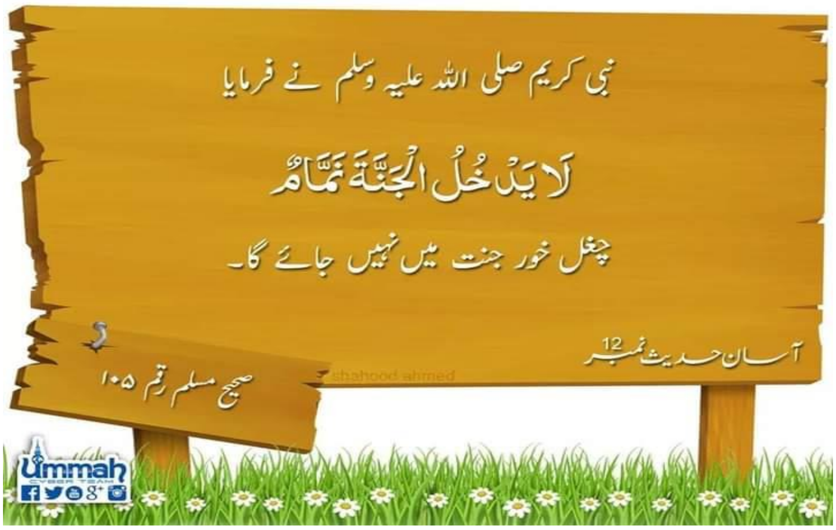

یوگا آسن

☆شوآسن پہلا مرحلہ:

چت لیٹ جائیں اپنے دونوں بازو جسم کے ساتھ ڈھیلی ڈھالی کیفیت میں رکھیں دونوں ہاتھ دونوں پہلوؤں پہ جسم سے چھ چھ انچ کے فاصلے پر اس طرح پھیلا کر رکھیں کہ ہتھیلیوں کا رخ اوپر کی طرف ہو دونوں پاؤں بھی ایک دوسرے سے دو فٹ کے فاصلے پر رکھیں۔ آنکھیں بند کر لیں بدن کے ہر حصے اور پٹھے کو ڈھیلا چھوڑ دیں کے پورے بدن میں کہیں بھی کھنچاؤ یا تناؤ نہیں ہونا چاہیے سب سے پہلے پاؤں کے پٹھوں پر توجہ دیں اور شعوری طور پر لیکن بتدریج اسے ڈھیلا ہونے دیں اس کیفیت کو عملی طور پر محسوس کریں۔ پھر مرحلہ وار ٹانگوں کے پٹھوں، رانوں، پیٹ دھڑ، بازو، گردن اور چہرے کے پٹھوں کو ڈھیلا اور پر سکون کرتے جائیں۔ دیکھنے والے کو یوں محسوس ہو کہ جیسے آپ بے جان پڑے ہوئے ہیں۔

پورے بدن کو ڈھیلا چھوڑنے کا عمل صحیح معنوں میں بلی کرتی ہے۔ سوئی ہوئی پالتو بلی کو اگر آپ نے کبھی اٹھایا ہو تو آپ کو اس کا تجربہ ہوا ہو گا۔ سوئی ہوئی بلی کو اگر پیٹ سے پکڑ کر اٹھایا جائے تو اس کا جسم آپ کے ہاتھوں کے دونوں طرف یوں لٹک جاتا ہے جیسے اخبار کا گیلا کاغذ۔ اپنے پورے جسم کے پٹھوں کو نرم اور ڈھیلا چھوڑنے کے لیے جسمانی تساہل کے ساتھ ساتھ ذہنی طاقت یعنی خود ترغیبی سے کام لیں۔ کچھ دیر اسی حالت میں رہیں۔

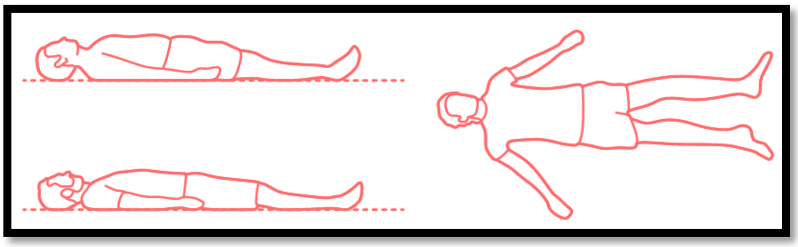

☆شوآسن دوسرا مرحلہ:

پہلے مرحلے کے بعد اب اپنے سانس لینے کے عمل پر توجہ دیں آہستہ آہستہ سانس اندر کھینچیں اسی طرح آہستہ آہستہ سانس باہر نکالیں بتدریج اپنے سانس لینے کی رفتار اتنی کم کریں جتنی کم کر سکتے ہیں دیکھنے والے کو یوں محسوس ہو کہ آپ بالکل ہی سانس نہیں لے رہے۔ یہ عمل ایک مکمل سکون و آرام کی کیفیت پیدا کر دیتا ہے ذہن سے ہر قسم کی پریشانی اور ذمہ داریاں نکال دیں اور دس سے پندرہ منٹ تک اسی حالت میں پڑے رہے ہیں جب آپ کی ٹانگیں سن ہو جائے تو یہ ورزش چھوڑ دیں یہ آسن ذہن کو پر سکون اور اعصاب کو ڈھیلا کرتا ہے اسے اپنی یوگا کی روزانہ مشق و سے پہلے اور آخر میں ضرور زیر عمل لائیں۔

☆پدم آسن:

پدم آسن میں بیٹھیے یعنی آلتی پالتی مار کر بیٹھئے پھر دایاں پاؤں بائیں ران پر رکھیان اور بایاں پاؤں دائیں ران پر جمائیں اب دونوں ہاتھ پشت پہ لے جا کے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں آپس میں اچھی طرح پھیلا لیں یا بائیں کلائی کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیں۔ایک گہرا سانس لیں اور سانس کو خارج کرتے ہوئے آہستہ آہستہ آگے کو جھکیں۔ہاتھ پشت پر ہی رہیں۔اپنے چہرے کو بتدریج اس طرح نیچے لائیں کہ آپ کی ناک زمین کو چھونے لگے ناک کے ساتھ پیشانی کو بھی زمین (فرش) پر لگنا چاہیے۔اب سانس اندر کھینچتے ہوئے آہستہ آہستہ واپس اوپر کو اٹھیں۔اس آسن کو ابتدا میں دو دفعہ دہرائیں اور بتدریج بڑھاتے ہوئے اسے روزانہ پانچ مرتبہ کیا کریں۔اس آسن کی مشق اعصابی نظام کو تقویت دیتی ہے پیٹ کے پٹھوں کو مناسب ہیئت میں لاتی ہے اور پیروں کے اعضاء کو طاقتور بناتی ہے۔اس سے معدہ کو تقویت ملتی ہے بھوک بحال ہو جاتی ہے قبض کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

☆وجر آسن:

ٹانگیں پھیلا کر سیدھی کمر کے ساتھ بیٹھ جائیں اب ٹانگوں کو واپس موڑتے ہوئے خم دیں اور پاؤں سرین کے نیچے اس طرح رکھ کر بیٹھیں کہ تلوے پیچھے کی طرف اوپر کے رخ پر ہوں۔اپنے کولہوں کو ایڑیوں کے درمیان فرش پر رکھیں دونوں پاؤں کے پنجوں کو آپس میں چھونا چاہیے۔اب اپنے ہاتھ گھٹنوں پر رکھیں اور پشت کو اس طرح رکھیں کہ کمر اور ریڑھ کی ہڈی گردن اور سر ایک سیدھ میں ہوں۔یہ آسن کھانا کھانے کے فوراً بعد بھی اپنایا جا سکتا ہے یہ آسن آپ کے ہاضمے کو بہتر بناتا ہے اور ٹانگوں کی اکڑن کو دور کرتا ہے۔اس سے کولہے، رانیں، گھٹنے، پنڈلیاں، ٹخنے اور پنجے مضبوط ہو جاتے ہیں۔

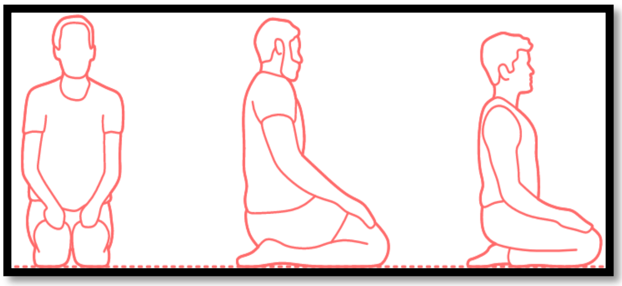

کھانا خزانہ

ہاٹ اینڈ ساور سوپ

اجزاء:

چکن بریسٹ	1 عدد
کٹے جھینگے	6-8 عدد
یخنی	6 کپ
بین اسپراوٹس	1/2 کپ
بین کرڈ (کیوبز)	1 عدد
باریک کٹی بند گوبھی سلائس	4 کھانے کے چمچ
باریک کٹی گاجر	3 کھانے کے چمچ
ہرا دھنیا	2 کھانے کے چمچ
سویا سوس	2 کھانے کے چمچ
چلی سوس	1 کھانے کا چمچ
نمک	1 چائے کا چمچ
چینی	1 چائے کا چمچ
کیچپ	1/2 کپ
سفید سرکہ	1/2 کپ
انڈا	1 عدد

ترکیب:

☆ 1 عدد چکن بریسٹ اور 6-8 عدد کٹے جھینگوں کو 1 چائے کا چمچ نمک، سفید مرچ اور کارن فلور سے میری نیٹ کر لیں۔

☆ اب 6 کپ یخنی کو ابال لیں۔ پھر اس میں میری نیٹ کی ہوئی چکن اور جھینگوں کو نمک، 1/2 چائے کا چمچ سفید مرچ، 1/2 کپ بین اسپراوٹس، 1 عدد بین کرڈ، 4 کھانے کے چمچ باریک کٹی بند گوبھی سلائس، 3 کھانے کے چمچ باریک کٹی گاجر اور 2 کھانے کے چمچ ہرا دھنیا ڈال کر 10 منٹ پکائیں۔

☆ پھر اس میں 2 کھانے کے چمچ سویا سوس، 1 کھانے کا چمچ چلی سوس، 1/2 کپ کیچپ اور 1/2 کپ سفید سرکہ شامل کر دیں۔

☆ اب سوپ کو کارن فلور کے پیسٹ سے گاڑھا کریں۔

☆ آخر میں اس میں 1 عدد پھینٹا ہوا انڈا ڈال دیں۔ اب اسے نکال کر ہرا دھنیا شامل کر دیں۔

کشمیری چائے بنانے کی ترکیب

اجزاء

بادام پستہ	:	حسب ذائقہ
پانی	:	ایک کپ
دودھ	:	آدھ کلو
شکر	:	حسب ذائقہ
سبز الائچی (چھوٹی الائچی)	:	دو سے تین عدد
میٹھا سوڈا	:	ایک چٹکی
سبز چائے	:	ایک چائے کا چمچ
ٹھنڈا پانی	:	ایک کپ

ترکیب

برتن میں ایک کپ پانی شامل کر کے گرم ہونے کے لئے چولہے پر رکھ دیں، اُبال آنے پر اس میں ایک چائے کا چمچہ چھوٹی الائچی اور سبز چائے شامل کر کے ہلکی آنچ پر دس منٹ تک پکائیں یہاں تک کہ پانی آدھ کپ رہ جائے۔

اب گلابی رنگ لانے کے لئے ایک چٹکی میٹھا سوڈا ملا کر تین سے چار منٹ تک ہلکی آنچ پر پکائیں۔

رنگت بھوری مائل سرخ ہو جائے تو چولہا بند کر دیں۔

اب ایک کپ ٹھنڈا پانی آہستہ آہستہ شامل کریں اور ساتھ ہی اس کو پھنٹتے بھی جائیں۔

قہوے کا رنگ سرخ ہو جائے تو اس میں دودھ شامل کر کے مکس کریں اور چائے کو دم دینے کے لئے ہلکی آنچ پر رکھ دیں۔

مزیدار کشمیری چائے تیار ہے۔

کٹے بادام، پستہ اور چینی شامل کر کے سرو کریں اور کشمیر چائے کا مزہ اُڑائیں۔

بیت بازی

ع عیب اوروں کے سدا ڈھونڈنے والو! تم نے

دل کے آئینے میں دیکھا دیکھا کبھی چہرہ اپنا

(شاعر: انجم شادانی)

ع وہ چمن، جسے ہم نے خونِ دل سے سینچا تھا

اس پہ حق جتاتی ہیں آج بجلیاں اپنا

(شاعر: حبیب جالب)

ع ہماری دربدری کا یہ ماجرا ہے کہ ہم

مسافروں کی طرح اپنے گھر کو دیکھتے ہیں

(شاعر: احمد فراز)

ع کھلا ہے سچ کا بازار، آؤ سچ بولیں

نہ ہو بلا سے خریدار، آؤ سچ بولیں

(شاعرہ: قتیل شفائی)

؏ رات بھر بیٹھ رہے دیدہ بیدار کے ساتھ

ظلمتیں کم نہ ہوئیں، صبح کے آثار کے ساتھ

(شاعر: ظہیر کاشمیری)

؏ میرے لیے تو سانس لینا بھی محال ہے

یہ کون زندگی کی دعادے گیا مجھے

(شاعر: حسین سحر)

؏ بڑے شوق سے سن رہا تھا زمانہ

ہم سو گئے داستاں کہتے کہتے

(شاعرہ: ثاقب لکھنوی)

؏ نیتوں میں تھا کھوٹ کا عنصر

کیسے ہوتا اثر دعاؤں میں

(شاعر: سلیم شاکر)

رات سونے سے پہلے کے مسنون اعمال
1
بسم اللہ پڑھ کر گھر کے دروازے بند کرنا
2
کھانے پینے کی اشیاء کو ڈھانکنا
3
چولہا موم بتی، چراغ یا ہیٹر وغیرہ بجھا دینا
4
وضو اور مسواک کرنا
5
سورۃ الملک کی تلاوت کرنا
6
اللہ سے سچی توبہ کرنا
7
سب کو معاف کردینا
8
کسی کا قرض ذمہ میں ہو تو اس کے لیے وصیت لکھ کر سونا
9
۳۳ مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳ مرتبہ الحمدللہ اور ۳۴ مرتبہ اللہ اکبر پڑھنا
10
آیت الکرسی کی تلاوت کرنا
11
آخری ۳ سورتیں 3,3 مرتبہ پڑھ کر ہتھیلیوں پر پھونکنا اور بدن پر پھیر لینا
12
بستر جھاڑنا اور داہنی کروٹ پہ قبلہ رُو لیٹنا
حوالہ صحیحین، مشکوٰۃ شریف

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح کریں! توجہ کریں!

محمد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم کو وہ چیز بتلا دوں جس سے آپس میں محبت پیدا ہو وہ یہ کہ آپس میں سلام کرنے کو رواج دو۔ (مسلم۔ ترمذی)

مسنون سلام یہ ھے

السلام علیکم ورحمۃ اللہ (تم پر اللہ کی سلامتی اور رحمت ہو۔)

ہم کیا کہتے ہیں ذرا غور کریں!

- **سَام علیکم** تم برباد ہو۔
- **اَسام علیکم** تم کو موت آئے۔
- **سَلالیکم** تم پر لعنت ہو۔
- **اَساعکم** تم خوشی کو ترسو۔

اپنا تلفظ صحیح کریں، موبائل، ٹیلیفون پر یا کسی بھی گفتگو کرنے سے پہلے **مسنون سلام** کو رواج دیں۔